امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، حکایات اہل دل
■ حرم کے مسافر کا مقام و مرتبہ
■ بینک انٹرسٹ کے مصارف
■ نئی نسلوں میں فکری ارتداد
■ اردو زبان میں اسلامی نشر
■ مومنانہ کردار کامیابی کا راز
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

جلد نمبر 63/73 — مورخہ یکم ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۲ / مئی ۲۰۲۳ء روز سوموار — شمارہ نمبر 19

بین السطور

خلافت سے امارت تک - منظر پس منظر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہمارے لیے آئیڈیل اور نمونہ عمل ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ واحدہ کی بنیاد پر مسلمانوں کو ایک امت اور ایک جماعت بنایا اور مسلمانوں کو متحد رہنے اور اجتماعی نظام کو برپا اور برقرار رکھنے کی تعلیم دی، اس سے جو الگ ہوا، اسے جہنم کی وعید سنائی، اللہ رب العزت نے اعتصام بحبل اللہ یعنی دین کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کا حکم دیا، اور تفرقہ سے دور رہنے کی تلقین کی۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد خلافت راشدہ قائم ہوئی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے خلافت کو علی منہاج النبوۃ باقی رکھا اور امیر المؤمنین کے لقب سے یاد کیے گیے، بعد میں ''المؤمنین'' کا لفظ ہٹ کر صرف ''امیر'' رہ گیا، چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ امیر ہی سے مشہور ہوئے، پھر دھیرے دھیرے یہ امیری، ملوکیت اور شہنشاہیت میں بدل گئی، پورے دور بنو امیہ اور بنو عباسیہ میں یہی کیفیت رہی، اسلام کے بعض اصول وضوابط پر عمل ہوتا رہا اور بیش تر امور بادشاہوں کے چشم وابرو کے اشارے پر انجام پذیر ہوتے رہے، ایسے میں دھیرے دھیرے خلافت ختم ہوگئی اور عربوں میں ملوکیت کا غلبہ ہو گیا، مرکزِ خلافت عربوں سے نکل کر ترکی منتقل ہوا، یہاں بھی سلطانی جمہور کا ایک طویل دور گذرا، پھر خلافت عثمانیہ قائم ہوئی، دور دراز کے ممالک اس کے زیر نگیں تھے، ہندوستان میں گو انگریزوں کی حکومت تھی؛ لیکن مسلمان خلافت عثمانیہ کے ساتھ تھے، مغلیہ حکومت کے زوال کے بعد وہ خلافت عثمانیہ کو علامتی طور پر گم گشتہ سرمایہ سمجھتے تھے، 28 / جولائی 1914 سے 11 / نومبر 1918ء تک پہلی جنگ عظیم میں ترکی کے حلیف ممالک کو ہار کا سامنا کرنا پڑا، اس طرح خلافت عثمانیہ کا زوال شروع ہوا، مغربی ممالک نے معاہدہ لوزان کر کے ترکی کو بے دست وپا کر دیا، اور ترکی کا ''مرد بیمار'' اس کا مقابلہ نہیں کر سکا، اور بالآخر یکم نومبر 1922ء کو خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہو گیا، ہندوستان میں زبردست خلافت تحریک چلی؛ لیکن حاصل کچھ نہیں نکلا۔ کچھ سالوں قبل ترکوں کا ''مرد بیمار'' تندرست وتوانا ودانا ہو کر ہمارے سامنے آیا، تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔

مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ کو اللہ رب العزت نے دور اندیشی اور فکر وفہم کی دولت سے مالا مال کیا تھا، اپنی دور اندیشی سے انہوں نے بھانپ لیا کہ ہندوستان میں کیا کچھ ہونے والا ہے، وہ خود اچھی طرح جانتے تھے کہ یہاں بھی سلطانی جمہور کا زمانہ آنے والا ہے، ایسے میں خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام ہندوستان میں ممکن نہیں ہوگا، انہوں نے ایک نیا تصور پہلی بار ''تنفیذ شریعت علی منہاج النبوۃ'' کا دیا، یعنی نبوی طریقہ کار کو سامنے رکھ کر اپنے اوپر شریعت کو نافذ کیا جائے، ان کی اس نئی سوچ اور فکر کی ہندوستانی علماء نے تائید کی، مولانا نے تین مرحلوں میں الگ الگ پلیٹ فارم سے اس فکر کو عام کرنے کے لیے تحریک چلائی، پہلے انجمن علماء بہار بنایا، پھر جمعیت علماء کی داغ بیل اکابر علماء کے ساتھ مل کر ڈالی اور بالآخر اسلام کے اجتماعی نظام کی بقاء اور اس کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے 26 / جون 1921ء مطابق 19 / شوال 1339ھ کو غیر منقسم بہار میں ابو المحاسن مولانا محمد سجادؒ کی جدو جہد سے امارت شرعیہ کا قیام عمل میں آیا، یہ دراصل خلافت راشدہ کی عدم موجودگی میں اسلامی احکام پر عمل کرنے کی ایک شکل اور ملت کی شیرازہ بندی کے لئے ایک شرعی تنظیم ہے۔

مولانا سید سلیمان ندویؒ نے امارت شرعیہ کی تعریف یہ کی ہے کہ ''کسی ایک لائق شخص کی سربراہی میں افراد امت کی ایسی شیرازہ بندی کہ اس پر جماعت کا اطلاق ہو سکے، احکام شرعی کا نفاذ واجراء بقدر امکان انتظام پا سکے اور جمعہ وجماعت، نکاح وطلاق ومیراث وغیرہ کے احکام کی تنفیذ ہو سکے اور اگر اس سے زیادہ قوت ہو تو استخلاف وتمکین فی الارض کا وہ فرض بھی ادا ہو سکے جس کی بشارت قرآن پاک نے دی ہے'' (ہندوستان اور مسئلہ امارت صفحہ: 9)

مولانا عبد الصمد رحمانیؒ نے امارت کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے ''اس قسم کے نظم ملت سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کی وحدت نمایاں ہو، ان کے تمام مذہبی وملی کام منظّم ہوں، ان کی ضرورتیں پوری ہوں، ان کے مصارف مداخل ملی میں ایک نظم پیدا ہو اور اصلی جماعتی روح ان میں نمایاں ہو، دار القضاء، دار الافتاء اور بیت المال کا قیام ہو، ان کے غریبوں اور محتاجوں کی باقاعدہ امداد ہو، ان کی معاشرتی خرابیوں کی اصلاح ہو، تبلیغ واشاعت کا سلسلہ قائم ہو، ان کے مکاتب ومدارس مالی نزاع سے نجات پائیں'' (ہندوستان اور مسئلہ امارت صفحہ 96)

اس تنظیم میں کلیدی حیثیت امیر شریعت کو حاصل ہے، سارے امور انہیں کے گرد گھومتے ہیں، شرعی نقطۂ نظر سے ان کی سمع وطاعت معروف میں واجب ہے، زندگی کے تمام معاملات شریعت کی روشنی میں انجام پائیں، اس کی کوشش کی جاتی ہے؛ البتہ ان کی حیثیت امیر کی ہوتی ہے، امیر المومنین کی نہیں، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بار ایک کارکن نے اپنی ترقی سے متعلق درخواست پر بدخوش کرنی مولانا سید نظام الدین صاحب امیر شریعت سادس کو امیر المؤمنین لکھ دیا تھا تو انہوں نے اسے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ یہاں امیر شریعت ہوتا ہے، امیر المؤمنین نہیں۔

ابو المحاسن مولانا محمد سجادؒ نے مولانا قیام الدین عبد الباری فرنگی محلی لکھنؤ کے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے: ''امیر شریعت امام اعظم نہیں ہے، جس کی ولایت عامہ تمام ممالک اسلامیہ کو محیط ہوتی ہے؛ بلکہ وہ والی ہے اور اس کی ولایت عامہ ان بلاد وقریہ کو محیط ہوتی ہے کہ جس کی ولایت اس کے سپرد کی گئی ہو'' (ہندوستان اور مسئلہ امارت۔ صفحہ 10)

امارت شرعیہ کے شعبۂ جات میں تنوع ہے، یہاں مذہبی رہنمائی اور عائلی امور میں ظلم اور ناانصافی کو دور کرنے کے لئے دار القضاء ودار الافتاء قائم ہے، تعلیم کے میدان میں دار العلوم الاسلامیہ، المعہد العالی اور بڑی تعداد میں مکاتب قائم ہیں، عصری علوم کے لئے امارت پبلک اسکول، مولانا منت اللہ رحمانی اردو ہائی اسکول، قاضی نور الحسن اسکول اور پیشہ وارانہ تعلیم کے لئے ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ مستحکم اور منظّم انداز میں کام کر رہے ہیں، مدارس اسلامیہ کی تعلیم کو مزید معیاری بنانے کے لئے وفاق المدارس الاسلامیہ قائم ہے، خدمت خلق کے لئے اسپتال اور غریب ومسکین، بیواؤں کے وظیفے، غریب لڑکیوں کی شادی میں مدد، امداد علاج اور زمینی وآسمانی مصیبت کے وقت ریلیف کا مضبوط نظام ہے، جس کی کوئی نظیر دوسری نہیں ملتی، یہ سارے کام بیت المال سے انجام پاتے ہیں، اس نظام کو مضبوط اور مستحکم انداز میں زمینی طور پر نافذ کرنے کے لئے اب تک مختلف ادوار میں آٹھ امراء شریعت بشمول موجودہ امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی حفظہ اللہ پوری تن دہی اور لگن سے کام کرتے رہے ہیں، ان کی معاونت کے لئے ہر دور میں نائب امراء شریعت کا بھی سلسلہ رہا ہے، موجودہ نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی ہیں، اور ایک بڑا عملہ امرائے شریعت کے فیصلوں کو نافذ کرنے کے لئے خدمت کے جذبہ سے نظامت کی نگرانی میں کام کرتا رہا ہے، اور اجتماعی طریقۂ کار کو روبعمل لا کر امارت شرعیہ کے کام، کاز اور نصب العین کو آگے بڑھانے میں اپنی توانائی لگائی ہے، یہاں مسلمانوں کو کلمہ واحدہ کی بنیاد پر متحد کرنے اور تنفیذ شریعت علی منہاج النبوۃ پر زندگی گذارنے کے لیے محنت ہوتی ہے، اس کام کو کرنے کے لئے نظامت کی نگرانی میں شعبۂ تنظیم مسلسل سرگرم عمل ہے اور گاؤں گاؤں میں تنظیم بنانے کا عمل جاری ہے۔

امارت شرعیہ اپنے قیام کے زمانہ سے ہی فعال اور متحرک رہی ہے اور لوگوں کی حمایت ہر دور میں اسے حاصل رہی اور یہاں کے امرائے شریعت نے جرأت اور اولوالعزمی کی تاریخ رقم کی، حکمران وقت سے آنکھوں سے آنکھیں ملا کر بات کیا اور ہر دور میں ملت کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے، معاملہ طلاق ثلاثہ کا ہو یا سی اے اے کا، مسلم پرسنل لا پر آنچ آ رہی ہو یا فساد کی آگ میں برباد مسلمانوں کا معاملہ، تمام موقع سے امارت شرعیہ نے ملت کو بیدار کرنے کا کام کیا اور کئی معاملوں میں اس کے مثبت اثرات سامنے آئے۔ امارت شرعیہ نے اس طریقہ کار سے ملت میں نفع رسانی کا کام کیا اور قدرت کا اصول یہ ہے کہ نفع بخش چیز باقی رہتی ہے، اور غیر نفع بخش چیزیں فنا ہو جاتی ہیں، امارت شرعیہ کا سو سال سے زائد سے مسلسل اور متواتر خدمت انجام دینا اور باقی رہنا اس کی نفع بخشی کی دلیل ہے۔

احکام خداوندی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا پر عمل اور امت کو ایک امت اور ایک جماعت بن کر زندگی گذارنے کے لئے اس ادارہ سے وابستگی ضروری ہے، اسلام کا حکم یہی ہے کہ تم جہاں کہیں رہو ایک امیر کے ماتحت زندگی گذارو، اللہ اور رسول کی اطاعت کے ساتھ امیر کی اطاعت بھی کرو، اگر کوئی اجتماعی نظام سے نہیں جڑا تو ان احکام پر عمل کی دوسری کوئی شکل موجود نہیں ہے (بقیہ صفحہ ۶ / پر)

اچھی باتیں

''قبرستان ایسے لوگوں سے بھرے پڑے ہیں جو یہ سمجھتے تھے کہ میرے بغیر دنیا چل ہی نہیں سکتی ☆ آپ اپنی منزل پر کبھی نہیں پہونچ پائیں گے اگر آپ راستے میں بھونکنے والے ہر کتے کو پتھر ماریں گے ☆ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے جواب میں ہم صرف ''ٹھیک ہے'' کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتے؛ حالانکہ وہ کسی بھی طرح ٹھیک نہیں ہوتی ☆ جب رب راضی ہونے لگتا ہے تو بندے کو اپنے عیبوں کا پتہ چلنا شروع ہو جاتا ہے اور یہی اس کی رحمت کی پہلی نشانی ہوتی ہے ☆ زندگی کو سمجھنا ہے تو پیچھے دیکھو اور زندگی کو جیتنا ہے تو آگے دیکھو۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''حجاب پر پابندی، مسلم رزرویشن کا خاتمہ، جے بجرنگ بلی کے نعرے کرناٹک انتخاب میں بی جے پی کو اقتدار تک نہیں پہونچا سکے، اسے شرمناک ہار کا سامنا کرنا پڑا، وزیر اعظم نریندر مودی کے اٹھارہ اجلاس اور درجنوں روڈ شو کرناٹک کی عوام کا دل جیت نہ سکے، ہندتوا کے سارے کارڈ کھیلے گیے، للّی پوپ کا سہارا لیا گیا، کانگریس کے لیڈران کو گالیاں دی گئیں، کانگریس مکت بھارت کا نعرہ لگایا گیا، لیکن ساری تدبیریں ناکام ہو گئیں اور نفرت کے بازار میں محبت کی دوکان کھولنے میں کانگریس کامیاب ہو گئی۔'' (واحد متکلم)

اللہ کی باتیں ----- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

عُجب وخود بینی - ایک بری خصلت

''جولوگ اپنے کئے پرخوش ہورہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جوکچھ انہوں نے نہیں کیا، اس پر بھی ان کی تعریف ہوتو آپ ہرگز ہرگز ان لوگوں کو عذاب سے محفوظ خیال نہ کریں اوران کے لئے تو دردناک عذاب ہے'' (آل عمران:۱۸۸)

مطلب: خودنمائی اور خودستائی ایک ایسی بری خصلت ہے جو اکثر حالتوں میں انسان کو کبر وغرور کے اندھیرے میں ڈال دیتا ہے، پھر اس انسان کو نہ اللہ کا فرض یاد رہتا ہے اور نہ ہی بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی فکر رہتی ہے، بلکہ وہ ہر وقت اپنی تعریف وتحسین کا متمنی رہتا ہے کہ لوگ اس کے کاموں کی مدح سرائی کرتے رہیں، وہ اسی میں مگن رہتا ہے، زندگی کا یہ طرز عمل انسانوں کے لئے تباہی وبربادی کا باعث ہے، مدینہ منورہ کے یہود ومنافقین اسی بری خصلت میں مبتلا تھے، وہاں کے یہودی عالم ورہبان اپنے لوگوں کو غلط سلط مسئلے بتلاتے تھے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں توریت میں جو اوصاف بیان کئے گئے ان کی غلط تشریح کرتے تھے اور اس حرکت پر خوش بھی ہوتے تھے اور لوگوں سے تعریف وتحسین کے خواہاں ہوتے، ٹھیک اسی طرح جب منافقین مسلمانوں سے ملتے جلتے تو ان سے ان کی وفاداری کی قسمیں کھاتے اور جب اپنے حواریوں سے ملاقات کرتے تو کہتے کہ ہم انہیں بے وقوف بناتے ہیں اور اپنی اس حماقت کو عقل مندی اور دانائی سے تعبیر کرتے اور اس کے نتیجہ میں لوگوں سے تعریف وتحسین کے امیدوار رہتے، قرآن نے کہا کہ ایسے لوگ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوں گے اور آخرت میں بھی دردناک عذاب کے مستحق ہوں گے، اس وقت یہود ومنافقین کی یہ بری خصلت دبے پاؤں مسلمانوں کے اندر بھی تشویشناک حد تک داخل ہوگئی ہے، مسلمان غیروں کی زمینوں پر قبضہ جماتا ہے، کاروبار میں دوسروں کو دھوکہ دیتا ہے اور اس پر الٹے فخر بھی کرتا ہے کہ لوگ اس کی عقلمندی کی شہادت دیں اور ان کے اس کرتوت کی مدح سرائی کریں، اللہ نے یہود ومنافقین کی مثال دے کر سمجھایا کہ ان کے اعمال بد کی طرح تم اس روش نہ چلو، اگر تم بھی اسی طرح کی حرکتیں کرتے رہے تو تمہاری بھی گرفت ہوگی، اسلئے اپنے عمل وکردار کو پاک وصاف رکھو، ہاں، اگر کسی کے اندر واقعی کوئی خوبی اور کمال ہے تو اس کو اپنی کوششوں کا نتیجہ نہ سمجھو، بلکہ اللہ کا فضل وکرم اور عطیہ سمجھو اور اس پر شکر بجالاؤ، اس لئے کہ بار بار اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے ذکر میں بندوں کے سامنے اس پہلو کو نمایاں کیا: ''**لاتفرحوا بما اٰتاکم**'' خدانے جو دیا ہے اس پر اتراؤ نہیں، شیخی نہ مارو اور اپنے کو بہت بزرگ نہ بتاؤ، وہ سب کی بزرگی اور پاکیزگی کو جانتا ہے اور اس وقت سے جانتا ہے جب تم نے ہستی کے اس دائرہ میں قدم بھی نہ رکھا تھا: ''**ھو اعلم اذا انشاکم من الارض**'' تم کو وہ خوب جانتا ہے جب بنا نکالا تم کو زمین سے اور جب تم بچے تھے، ماں کے پیٹ میں، سومت بیان کرو اپنی خوبیاں، وہ خوب جانتا ہے اس کو جو بچ کر نکلا'' (ترجمہ شیخ الہند) علامہ سید سلیمان ندویؒ نے لکھا کہ عجب اور خود بینی ایک فریب کا نام ہے اور جب اس فریب کا پردہ چاک ہوجاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حقیقت جلوہ سراب سے زیادہ نہ تھی، لیکن معاشرتی اور سیاسی حیثیت سے تو یہ پردہ دنیا ہی میں چاک ہوجاتا ہے، مگر مذہبی حیثیت سے آخرت میں چاک ہوگا، لہذا مومن بندہ کو ان بری خصلتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

خیر اور بھلائی کے کاموں میں سفارش کیجئے

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل آتا اور آپ سے کوئی ضرورت طلب کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''سفارش کرو اجر پاؤ گے'' اور ایک روایت میں ہے تاکہ تم اجر پاؤ اور وہ فیصلہ کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرے (یعنی تم میرے سامنے سائل کی سفارش کردیا کرو تاکہ تم اجر وثواب کے مستحق ہوجاؤ) (بخاری شریف)

وضاحت: ہر شخص کی زندگی میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس کو دوسروں کا دست نگر بننا پڑتا ہے، خواہ وہ انسان جاہ ومنصب اور اقتدار وحکومت کے تخت پر ہی فائز کیوں نہ ہو، کسی نہ کسی وقت اس پر ایسی افتاد آن پڑتی ہے کہ اس کو دوسرون سے مدد لینے کی ضرورت پڑجاتی ہے، اس لئے ہر انسان کو اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کے لئے تیار رہنا چاہئے، ان کے ساتھ خیر خواہی وہمدردی کرنی چاہئے اور ان کے دکھ درد میں شریک رہنا چاہئے، تاکہ اس کی مصیبت کے وقت دوسرا بھائی شریک کار رہے، یاد رکھئے کہ کسی کی حاجت روائی کبھی ضائع نہیں ہوتی، نیکی ہمیشہ اچھے نتائج پیدا کرتی ہے، اگر آپ ضرورت مندوں کی حاجت روائی نہیں کرسکتے تو نرمی اور خوبصورتی سے معذرت کردیجئے، مگر جھڑک کر ہرگز بات نہ کیجئے، دوسروں کا خیال رکھئے اور ان کی مدد کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آپ کسی دوسرے سے اس مستحق شخص کی سفارش کردیجئے، اگر آپ نے کسی کے نیک کام کی سفارش کردی تو آپ کو بھی اس نیک کام میں حصہ لینے کا اجر ملے گا، بخاری شریف کی روایت ہے کہ جس میں فرمایا گیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل یا حاجت مند آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے فرماتے کہ تم سفارش کرو تمہیں بھی ثواب ملے گا، سفارش کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اس سے حق دار کو حق مل جاتا ہے اور اس کے ذریعہ اس کی حوصلہ افزائی ہوجاتی ہے، البتہ ناجائز کاموں میں ہرگز کسی کی سفارش نہ کیجئے، ورنہ آپ بھی گنہگار رہوں گے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو نیک بات کی سفارش کرے گا تو اس کے ثواب میں اس کا بھی حصہ ہوگا اور جو بری بات کی سفارش کرے گا تو اس کے گناہ میں وہ بھی حصہ پائے گا اور اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے (نساء) اس لئے خیر اور بھلائی کے کاموں میں اپنی وسعت کے مطابق مدد کرتے رہئے اور شر کی آلائشوں سے اپنے دامن کو بچائے رکھے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

طواف زیارت کی شرعی حیثیت اور وقت

س: (۱) طواف زیارت کی شرعت حیثیت کیا ہے؟ (۲) طواف زیارت کی ادائیگی کا وقت کیا ہے؟ (۳) اگر کسی نے رمی یا حلق سے پہلے طواف زیارت کرلیا تو شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: (۱) طواف زیارت فرض اور حج کا رکن ہے، اس کا ادا کرنا ہر حال میں فرض ہے اور اس کی ادائیگی کے بغیر حاجی مکمل طور پر احرام سے نہیں نکلتا اور نہ ہی بیوی سے ازدواجی تعلق (صحبت، بوس وکنار) حلال ہوتا ہے: ''**وھذا الطواف ھو المفروض فی الحج ولایتم الحج الا به ای لکونه رکنا بالاجماع**'' (ارشاد الساری، ص: ۳۲۸)
''**ولو لم یطف اصلا لایحل له النساء وان طال ومضت سنون بالاجماع**'' (رد المحتار: ۳/۵۳۸)

(۲) طواف زیارت کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے کرنا جائز نہیں ہے اور بارہویں ذی الحجہ کے سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے ادا کرلینا واجب ہے، اگر کسی نے بلا عذر شرعی بارہویں ذی الحجہ کا سورج ڈوبنے کے بعد طواف زیارت کیا تو تاخیر کی وجہ سے دم دینا (دنبہ یا بکرا حرم میں ذبح کرنا) ضروری ہوگا: ''**وطواف الزیارة (اول وقته بعد طلوع النحر یوم النحر وھو فیه) ای الطواف فی یوم النحر الاول (افضل، ویمتد) وقته الی آخر العمر... (فان اخره عنها) ای ایام النحر ولیالیها منها (کره) تحریما (ووجب دم) لترک الواجب**'' (الدر المختار علی صدر رد المختار: ۳/۵۳۸)

(۳) ''طواف زیارت'' رمی، قربانی اور حلق کے بعد کرنا مسنون ہے، اس لئے حلق کے بعد ہی کرنا چاہئے، اگر کسی نے دس ذی الحجہ کو رمی یا حلق سے پہلے طواف زیارت کرلیا تو ادا ہوجائے گا، البتہ خلاف سنت ہوگا: ''**واما الترتیب بین الطواف وبین الرمی والحلق فسنة، فلو طاف قبل الرمی والحلق لاشیء علیه ویکره**'' (رد المحتار: ۳/۴۷۳)

حیض کی وجہ سے طواف زیارت میں اگر تاخیر ہوجائے

س: اگر کسی عورت کو عرفات سے واپسی میں حیض آجائے، جس کی وجہ سے بارہ ذی الحجہ کی شام تک وہ طواف زیارت نہ کرسکے تو کیا تاخیر پر دم دینا ہوگا اور اگر وطن واپسی تک پاک نہ ہوسکے تو کیا کرے؟

ج: حالت حیض میں طواف زیارت ممنوع ہے، لہذا مذکورہ خاتون پاکی کا انتظار کرے، جب پاک ہوجائے تو طواف زیارت کرے، ناپاکی کی بنا پر اگر طواف زیارت کی ادائیگی میں تاخیر ہوجائے تو اس تاخیر کی وجہ سے اس پر دم لازم نہیں ہے، البتہ اگر وطن واپسی تک ناپاکی برقرار رہے اور وقت میں توسیع ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں بدرجہ مجبوری بحالت ناپاکی ہی طواف زیارت کرلے اور حدود حرم میں لازمی طور پر ایک بدنہ (گائے یا اونٹ) ذبح کرے: ''**وحیضھا لایمنع نسکا الا الطواف، فھو حرام من وجھین دخولھا المسجد وترکھا واجب الطھارة**'' (غنیة الناسک، ص: ۹۴، فصل فی احرام المرأة) ''**نقل بعض المحشین عن منسک ابن امیر حاج: لوھم الرک علی القفول ولم تطھر فاستفتت ھل تطوف ام لا؟ قالوا: یقال لھا لایحل لک دخول المسجد، وان دخلت وطفت اثمت وصح طوافک وعلیک ذبح بدنة**'' (رد المحتار: ۳/۵۳۹)

اگر کوئی شخص طواف زیارت کئے بغیر وطن واپس آجائے

س: ایک حاجی کے ساتھ ایسے حالات پیش آئے جن کی وجہ سے ان کو طواف زیارت کا موقع نہ مل سکا اور وہ بغیر طواف زیارت کئے وطن واپس آگئے تو ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج: طواف زیارت، حج کا رکن ہے، جس کی ادائیگی آخری عمر تک ذمہ میں فرض رہتی ہے اور جب تک ادا نہ کرلے اس وقت تک نہ تو حج مکمل ہوتا ہے اور نہ بیوی سے ازدواجی تعلق (صحبت، بوس وکنار) حلال ہوتا ہے: ''**ولو لم یطف اصلا لم تحل له النساء وان طال ومضت سنون وھذا باجماع**'' (الھندیة: ۱/۲۳۲)

لہذا صورت مسئولہ میں اگر شخص مذکور نے طواف زیارت نہیں کیا اور نہ ہی ایام نحر شروع ہونے کے بعد طواف وداع یا کسی طرح کا طواف کیا جو طواف زیارت کے قائم مقام ہوسکے تو ایسی صورت میں اس شخص پر لازم ہوگا کہ زندگی میں کبھی بھی جاکر بلا تجدید احرام طواف زیارت کرلے اور ساتھ ہی تاخیر کی وجہ سے حرم میں ایک دم یعنی بکرا یا دنبہ بھی ذبح کرائے، اس درمیان اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرے یعنی ازدواجی تعلق قائم نہ کرے، ورنہ بدنہ (بڑا جانور، گائے یا اونٹ) دینا لازم ہوگا، اگر اس نے موت تک طواف زیارت نہیں کیا تو آخری وقت میں ایک بدنہ (اونٹ یا گائے) حدود حرم میں ذبح کرنے کی وصیت اس پر لازم ہوگی: ''**واما حکمه اذا فات عن ایام النحر فھو انه لایسقط بل یجب ان یأتی به لان سائر الاوقات وقته بخلاف الوقوف بعرفة...ثم ان کان بمکة یاتی به باحرامه الاول لانه قائم اذ التحلل بالطواف ولم یوجد وعلیه لتاخیرہ عن ایام النحر دم عند ابی حنیفة وان کان رجع الی اھله فعلیه ان یرجع الیٰ مکة باحرامه الاول ولایحتاج الی احرام جدید ومحرم عن النساء الی ان یعود فیطوف وعلیه للتاخیر دم عند ابی حنیفة**'' (بدائع الصنائع: ۲/۳۱۶)

طواف زیارت کی قضا کے لئے نیا احرام

س: وہ حاجی جس نے کسی وجہ سے طواف زیارت نہ کیا ہو، اگر طواف زیارت کرنے کے لئے اپنے وطن سے جائے تو کیا نیا احرام باندھ کر جانا اور پہلے عمرہ کرنا ہوگا اور پھر طواف زیارت کرنا ہوگا یا بلا احرام باندھے طواف زیارت کرسکتا ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے لئے کسی احرام وعمرہ کی ضرورت نہیں ہے، جس احرام سے حلال ہوا ہے وہی احرام اس کے لئے کافی ہے، کیوں کہ وہ مکمل طور پر ابھی ختم نہیں ہوا ہے، بس وہ مکہ جاکر طواف کرلے: ''**ولو ترک طواف الزیارة کله او اکثره فھو محرم ابدا فی حق النساء حتی یطوف... فعلیه حتما ان یعود بذالک الاحرام ویطوفه ولایجزئ عنه البدل اصلا**'' (غنیة الناسک، ص: ۲۷۳، باب الجنایات) - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 19 مورخہ یکم ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۲رمئی ۲۰۲۳ء روز سوموار

وفاق المدارس الاسلامیہ

امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کے حکم پر 21/مئی 2023 بروز اتوار بوقت دس بجے دن سے دارالعلوم سجادنگر لڑوارہ بیگوسرائے میں وفاق المدارس الاسلامیہ امارت شرعیہ کا اجلاس رکھا گیا ہے، اجلاس میں کل تین نشستیں ہوں گی، پہلی نشست دس بجے دن سے ساڑھے بارہ بجے دو پہر تک، اس میں اکابر علماء مدارس اسلامیہ کی اہمیت وافادیت، مسائل، مشکلات اور حل پر غور کریں گے، مجلس عمومی کے تمام ارکان کے ساتھ علاقہ کے ائمہ، علماء اور دانشوران اس میں شریک ہوں گے، اس مجلس کی صدارت نایب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی فرمائینگے دوسری نشست ایک بجے سے دو بجے تک ہوگی، جس میں نئے میقات کے لیے ذمہ داروں کا انتخاب عمل میں آئے گا، تیسری نشست بعد نماز مغرب اصلاح معاشرہ کے عنوان پر تقریر اور دارالعلوم لڑوارہ کے فارغین حفاظ کی دستار بندی کے لیے خاص کیا گیا ہے، ان دونوں مجلس کی صدارت حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم فرمائیں گے۔

وفاق المدارس کا قیام قاضی القضاۃ حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کی تحریک پر مدارس دینیہ کانفرنس منعقدہ 24/تا 26/مئی 1996ء کو مدرسہ ضیاء العلوم رام پور رہوا ضلع سمستی پور میں عمل میں آیا تھا، مدارس کے صورت حال پر حضرت قاضی صاحبؒ نے فرمایا تھا: یہ بھی حقیقت ہے کہ تعلیم وتربیت کے میدان میں جو عمومی انحطاط پیدا ہوا اور عصری تعلیم گاہوں کے معیار میں جو بگاڑ اور تنزل ہوا اس سے ہمارے دینی مدارس بھی متاثر ہوئے ہیں، مدارس کے درمیان باہم ربط وہم آہنگی کا فقدان، کسی مرکزیت سے ان کا وابستہ نہ ہونا، نصاب تعلیم کا اختلاف، امتحانات میں بے ضابطگی وغیرہ۔ امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدینؒ نے وفاق کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے: مدارس کے موجودہ نظام تعلیم وتربیت کا جائزہ لیتے ہوئے یہ محسوس کیا گیا کہ مدارس کو باہم مربوط کرنے، نظام تعلیم وتربیت میں یکسانیت لانے اور نصاب تعلیم کو موٴثر بنانے کے لئے وفاق المدارس الاسلامیہ کا قیام ضروری ہے، چنانچہ امارت شرعیہ کی سرپرستی میں وفاق قائم کیا گیا، اس وقت سے وفاق سرگرم عمل ہے، اور الحمدللہ اس وقت دو سو چھہتر مدارس اس سے ملحق ہو چکے ہیں، جن کا سالانہ امتحان وفاق کی نگرانی میں ہو رہا ہے، اور وقتا فوقتا مدارس کا تعلیمی جائزہ بھی لیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے روز بروز مدارس منسلکہ کی تعلیمی وتربیتی حالت بہتر سے بہتر ہو رہی ہے، خوشی کی بات ہے کہ وفاق کی طرف سے ایک جامع نصاب تعلیم بھی مرتب کر دیا گیا ہے، جس میں جدید حالات اور وقت کے تقاضوں کا خیال رکھا گیا ہے۔

امیر شریعت خامس حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے لکھا ہے: امارت شرعیہ بہار واڈیشہ کی نگرانی اور سرپرستی میں وفاق المدارس الاسلامیہ بہار کا نظام کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ جس کے ذریعہ آزاد مدارس اسلامیہ کو منظّم کرنے، ان کے درمیان ربط وہم آہنگی پیدا کرنے اور مدارس کے نظام تعلیم وتربیت کو بہتر بنانے کی منصوبہ بند کوششیں کی جارہی ہیں، جس کے اچھے نتائج بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس سے منسلک مدارس کا سالانہ امتحان وفاق کی نگرانی میں ہوتا ہے۔

اس کے پہلے صدر حضرت قاضی صاحب اور پہلے ناظم حضرت مولانا محمد قاسم مظفر پوری تھے، قاضی صاحب کے انتقال کے بعد حضرت مولانا سید محمد شمس الحق صاحب شیخ الحدیث جامعہ رحمانی مونگیر مولانا عبدالحنان صاحب بانی جامعہ اسلامیہ قاسمیہ بالاساتھ سیتامڑھی اور مولانا انیس الرحمٰن قاسمی یکے بعد دیگرے صدر منتخب ہوئے، تیسرے میقات میں حضرت مولانا محمد قاسم مظفر پوری صدر اور مفتی نسیم احمد قاسمیؒ ناظم مقرر ہوئے، مفتی نسیم احمد قاسمیؒ کے بعد مفتی سہیل احمد قاسمی سابق صدر مفتی ناظم بنائے گیے، راقم الحروف (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) کو دوسرے میقاتی اجلاس منعقدہ 7/اکتوبر 2000ء کو حضرت قاضی صاحب کی تحریک پر مجلس عاملہ میں شامل کیا گیا، میں ان دنوں بورڈ کے ایک مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں استاذ تھا، پہلی میقات میں ہی نصاب تعلیم کا خاکہ اور وفاق المدارس کا دستور مرتب ہوا، مدارس کے لیے ضابطہ اخلاق اور اساتذہ کی تربیت کا نظم کیا گیا۔ میں ان منگوں میں شریک کار رہا۔

پانچویں میقات کے لیے انتخاب کی کاروائی 21/فروری 2008ء کو مکمل ہوئی، جس میں مولانا انیس الرحمٰن صاحب سابق ناظم امارت شرعیہ صدر اور ناظم راقم الحروف کو منتخب کیا گیا، چھٹے اور ساتویں میقات میں حضرت مولانا محمد قاسم مظفر پوریؒ صدر اور ناظم احقر ہی منتخب ہوا، اس طرح 2008 سے 2023 تک مسلسل وفاق کی خدمت انجام دیتا رہا، میری پوری مدت کار میں مفتی سعید الرحمٰن صاحب قاسمی معاون ناظم اور نائب ناظم امتحان کی حیثیت سے وفاق کے کاموں میں معاونت کرتے رہے، مفتی سہیل احمد قاسمی کے آخری دور میں انہوں نے کارگزار ناظم کی حیثیت سے بھی کام کیا، اور واقعہ یہ ہے کہ معاونت کا حق ادا کیا، اس طرح الحمدللہ وفاق کے ناظم کی حیثیت سے میری کارکردگی کم وبیش سولہ سال کو محیط ہے، اس پوری مدت میں معمول کے کام، امتحانات، نتائج کی ترسیل، جائزے، انعامات کی تقسیم، اساتذہ کے لیے تربیتی کیمپ کے علاوہ زونل میٹنگوں کا سلسلہ شروع کیا گیا، جو مدارس الگ ہو گیے تھے، ان میں سے کئی کو جوڑا گیا، ملحق مدارس کی تعداد میں اضافہ ہوا، دو آل بہار مسابقۃ القرآن کریم کا کامیاب انعقاد ہوا، مدارس ملحقہ کی ڈائرکٹری مرتب ہوئی اور اس کی طباعت کا انتظام وفاق المدارس کی طرف سے کیا گیا، رحمانی قاعدہ اور مدارس اسلامیہ میں منصب تدریس اور طریقہ تدریس کی طباعت ہوئی، آخر الذکر کتاب ان محاضرات پر مشتمل ہے جو ملک کے نامور مدارس کے اساتذہ نے مختلف علوم وفنون کی تدریس پر دیے تھے، کتاب میں حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ کی ''آداب المعلمین'' اور مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب ''درس نظامی کیسے پڑھائیں'' کو من وعن شامل کر لیا گیا تاکہ کتاب کی جامعیت اور افادیت میں اضافہ ہو، مولانا آزاد اور ہمدرد یونی ورسٹی سے وفاق کے اسناد کو منظور کروایا گیا، ہمدرد ایجوکیشنل سوسائٹی کے ذریعہ علی گڈھ میں عصری علوم کے اساتذہ کی تربیت کا نظم کیا گیا، جس سے کثیر تعداد میں مدارس نے فائدہ اٹھایا، وفاق کا سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹریشن کرایا گیا، مختلف مواقع سے مدارس کے نام رہنما خطوط جاری کیے گیے، لاک ڈاؤن میں مدارس کے علاوہ گھروں پر تعلیم کا نظام بنایا گیا، کیوں کہ تعلیمی ادارے بند کیے گیے تھے، گھروں کے دروازے نہیں، ان کاموں کی وجہ سے وفاق المدارس کے کام میں بہتری اور مضبوطی آئی۔

ان تمام کاموں میں تنفیذی اقدام علی الترتیب جناب ضمان اللہ ندیم، مولانا واعظ الدین، مولانا مرغوب عالم، مولانا راشد العزیزی ندوی، مولانا امداد اللہ ندوی، مولانا سعید کریمی وغیرہ کرتے رہے، ان کی توجہ سے وفاق کے کاموں کو وسعت نصیب ہوئی۔

اب نیا انتخاب ہونے والا ہے، اللہ کرے یہ انتخاب وفاق کے کاموں کو آگے بڑھانے، مضبوط اور فعال بنانے کے لیے مفید اور کارگر ثابت ہو۔ اور وفاق المدارس نے نصاب تعلیم، نظام امتحان اور معیاری تعلیم کے لیے جو منصوبے بنائے ہیں، وہ زمین پر اتر سکیں، موجودہ امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کے ذہن ودماغ میں بھی وفاق کو فعال بنانے کے لیے بعض منصوبے ہیں، نئے ذمہ داران اس کو زمین پر اتارنے کی کوشش کریں گے تو وفاق مضبوط ہوگا اور مستحکم بھی۔

اس اجلاس کے موقع سے مدارس اسلامیہ کو داخلی اور خارجی محاذ پر جن مشکلات کا سامنا ہے، اس پر بھی غور وفکر کرنا انتہائی ضروری ہے، داخلی طور پر ہم ہی میں سے کچھ دانشور حضرات مدارس اسلامیہ کی تعلیم پر سوالات کھڑے کرتے رہتے ہیں، مدرسہ کے مزاج کو بدل کر عصری علوم کی شمولیت پر زور دیتے ہیں اور اس کی افادیت کو مشکوک بنانے کی جد وجہد میں لگے ہوئے ہیں، ہو سکتا ہے ان کی نیتیں درست ہوں، لیکن اس کے اثرات سماج پر اچھے نہیں پڑ رہے ہیں اور اس کی وجہ سے مدارس اسلامیہ کی طرف طلبہ کا رجوع کم ہوتا جا رہا ہے، اور اچھے اساتذہ بھی مدارس کو نہیں مل پا رہے ہیں۔ ہمیں مدارس کی تعلیم کو پرکشش بنانے اور اسے دینی ضرورت سمجھ کر فروغ دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس سلسلہ کا ایک دوسرا پہلو وہ ہے جو ان دنوں بڑے علماء کی سرپرستی میں حفظ پلس کے نام سے چلایا جارہا ہے، مدارس اسلامیہ والے جن بچوں کو نورانی قاعدہ سے پڑھا کر آگے بڑھاتے ہیں، اور حفظ کے بعد اعدادیہ میں داخلہ لے کر انہیں عالم فاضل بنانے کا کام کرتے رہے ہیں، سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق مدارس میں مسلمانوں کے پڑھنے والے بچوں کی تعداد چار فی صد سے زائد نہیں ہے۔ یہ عجیب وغریب بات ہے کہ ہمارا دانشور طبقہ مسلمانوں کے ان چھیانوے فی صد بچوں کی فکر میں دُبلا نہیں ہو رہا ہے، جو عصری علوم بہترین ملازمت اور آئی اے ایس، آئی پی ایس بننے کے لیے ہی پڑھتے ہیں، کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ مدارس کو کمزور کرنے اور اس کے پوسے پالے بچوں کے اغوا کی تحریک ہو؟ آج کے دور میں کچھ بھی ممکن ہے، اس لیے اس پر بھی ہم سب کو غور کرنا چاہیے، بعض اہل قلم کی مدلل تحریریں بھی اس موضوع پر آچکی ہیں، افادیت، نافعیت اور ضرورت کو بھی غور وفکر میں سامنے رکھا جائے اور کسی نتیجہ پر پہونچنے کی کوشش کی جائے، یہ بھی ایک بڑا کام بایں معنی ہے کہ دینی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر مدارس میں پڑھنے والے چار فی صد طلبہ ہماری دینی ضرورت کے کاموں میں لگے ہوتے ہیں، اگر طلبہ دوسرے کاموں کی طرف راغب ہوئے تو دینی ضرورت کی تکمیل کے لیے ہمارے پاس افراد دستیاب نہیں ہوں گے، کسی ڈاکٹر، انجینئر، آئی ایس، آئی پی اس کو پنج وقتہ نماز با جماعت کی باقاعدہ امامت کرتے ہوئے آج تک میں نے نہیں دیکھا، یہ مدارس کے فضلاء ہی ہیں جو ہماری ان ضرورتوں کی تکمیل کرتے ہیں، ان کی معاشی پس ماندگی دور کرنے کا یہ حل نہیں ہے کہ انہیں آئی ایس، آئی پی اس بنا دیا جائے، حل یہ ہے کہ ملت ان کی کفالت کے لیے کلاس ون گریڈ کے افسران کی تنخواہ اور سہولتیں انہیں دی جائیں۔

دوسرا محاذ خارجی ہے، فرقہ پرست طاقتوں کی طرف سے مدارس کو دہشت گردی کا اڈہ قرار دینے کی روایت پرانی ہے، جب سے مرکز میں بی جے پی کی حکومت آئی ہے، اس مسئلہ نے زور پکڑ لیا ہے، مدارس کو بدنام کرنے کے نت نئے منصوبے اختیار کیے جارہے ہیں، اور اس میں پڑھنے والے بچوں کو ہراساں کرنے، زدوکوب کرنے، اور پڑھانے کے لیے لے جانے والے اساتذہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالنے کے واقعات بھی سامنے آئے ہیں، ابھی حال ہی میں دانا پور میں سینتیس طلبہ کو بہبودیٔ اطفال کے محکمہ نے اتار لیا تھا، امارت شرعیہ کی مسلسل محنت سے ان بچوں کو پولیس تحویل سے آزاد کرایا گیا، اس موقع سے جب بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کے علماء، دانشور اور ارباب بصیرت جمع ہوں گے تو ہمیں ان مسئلوں کے حل کے لئے مضبوط، موثر اور قابل عمل، لائحہ عمل بنانا چاہئے، تاکہ ان کا تدارک ہو سکے۔

اس وقت ملک کو جن حالات کا سامنا ہے اور تعلیمی نظام کے بھگوا کرن کی جو تحریک مرکزی حکومت کے تحت چلائی جا رہی ہے جس میں سوریہ نمسکار، یوگا، اور وندے ماترم کہنے پر زور دیا جا رہا ہے، حالانکہ یہ امور سرکار کی نئی تعلیمی پالیسی کا جز نہیں ہیں، مگر آر، ایس، ایس اور ان کی حلیف تنظیموں کے ذریعے ایسے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں کہ عصری اسکولوں میں پڑھنے والے ہمارے بچے یا تو اسکول کے دوسرے بچوں سے الگ تھلگ ہو کر رہ جائیں یا انہیں مجبوراً اس مشرکانہ عمل میں شریک ہونا پڑے۔ یہ معاملہ وفاق سے بلاواسطہ جڑا ہوا نہیں ہے، لیکن مسلم سماج کو ان حالات کی وجہ سے پریشانیوں کا سامنا ہے، وفاق المدارس سے منسلک مدارس اور ان کے اساتذہ سماج کو ان حالات سے نکالنے کے لئے کیا جد وجہد کر سکتے ہیں؟ ان پر بھی غور کرنا چاہیے۔

اس سلسلے کی ایک اور کڑی ایسے مواد کی شمولیت ہے جو ہندو دیو مالائی کہانیوں پر مشتمل ہے اور جن کے ذریعہ ہندتوا کو فروغ دینے کی کوشش کی جارہی ہے، مسلم عہد حکومت کے واقعات کو نصاب سے نکالا جا چکا ہے؛ تاکہ مسلمانوں کے عہد زریں کا کوئی تصور بچوں کے ذہن میں نہ جائے، کوشش یہ بھی کی جارہی ہے کہ مسلم دور حکومت کو ظالمانہ اور عدل وانصاف سے خالی قرار دیا جائے۔ ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم اور مجاہد آزادی مولانا ابوالکلام آزاد کی جگہ بھی نصاب میں باقی نہیں ہے۔

یہ معاملہ صرف تاریخ کا نہیں؛ بلکہ ہندوستان کے سیکڑوں سالہ تہذیب وثقافت اور ورثہ کے تحفظ کا ہے، اس کا تعلق ہماری اپنی حمیت وغیرت اور تاریخی تسلسل سے ہے جس کے بغیر ہندوستان کی سیکڑوں سال کی تاریخ اندھیروں میں چلی جائے گی اس پورے معاملہ پر بھی وسیع تناظر میں غور وفکر کرنا چاہیے۔

یادوں کے چراغ

✍ : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

پروفیسر نسیم احمد

پروفیسر سید نسیم احمد صاحب موتی ہاری مشرقی چمپارن نے کینسر کے موذی مرض سے طویل جنگ کے بعد 5/اپریل 2023ء بروز اتوار بوقت ایک بجے دن سی ایم سی ہوسپٹل ویلور میں اس دنیا کو الوداع کہا، جنازہ بذریعہ ہوائی جہاز پٹنہ اور پھر پٹنہ سے موتی ہاری لے جایا گیا، موتی ہاری روانہ کرنے سے پہلے راشٹریہ جنتا دل کے پارٹی آفس میں انہیں خراج عقیدت پیش کیا گیا، موتی ہاری میں ان کی نماز جنازہ ان کے داماد مولانا اسامہ شمیم ندوی نے ۷/اپریل کو بعد نماز جمعہ پڑھائی اور انجمن اسلامیہ کے صدر قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، اس طرح ایک علمی، ملی، سماجی اور سیاسی شخصیت کی حیات وخدمات کا دروازہ ہمیشہ ہمیش کے لیے بند ہو گیا، پس ماندگان میں دوسری اہلیہ چھ لڑکا اور دس لڑکی کو چھوڑا۔

پروفیسر سید نسیم احمد بن محمد یونس (ولادت 1904) بن سید امانت حسین بن سید ریاست حسین کی ولادت 7/جنوری 1938ء کو ان کے آبائی وطن بارو، برونی موجودہ ضلع بیگو سرائے میں ہوئی، مرحوم کی والدہ کا نام بی بی فضل النساء (ولادت 1912) تھا، پروفیسر صاحب نو بھائی، بہن تھے، جن میں سے دو بھائی کا انتقال ایام طفلی میں ہو چکا تھا، ابتدا سے ہائی اسکول تک کی تعلیم رادھا کرشنن چمریا اسکول برونی ضلع مونگیر سے پائی، آئی اس سی اور بی اس سی راجندر کالج چھپرہ سے کیا، ایم ایس سی کی ڈگری ال اس کالج مظفر پور سے حاصل کیا۔

محمد یونس صاحب کی شادی سید جواد حسین رئیس رانی کوٹھی موتی ہاری کی دختر نیک اختر بی بی فضل النساء سے ہوئی تھی، اس لیے پروفیسر صاحب کے والد 1944ء میں رانی کوٹھی لوہر پٹی، موتی ہاری، بارو سے نقل مکانی کر کے آبسے، 1960ء میں یہ خاندان نشاط منزل بلوا ٹولہ موتی ہاری منتقل ہو گیا، ان دنوں پروفیسر صاحب کی رہائش یہیں تھی۔

پروفیسر نسیم احمد صاحب نے دو شادیاں کیں، پہلی بی بی زینب النساء تھیں، جن سے اللہ رب العزت نے چھ لڑکیاں اور تین لڑکے کل نو اولاد عطا فرمائی، دوسری اہلیہ مہر النساء بیگم سے تین لڑکے اور پانچ لڑکیاں کل آٹھ بچے ہوئے، یعنی دونوں اہلیہ سے سترہ بچے تھے، جن میں ایک لڑکی بچپن میں فوت ہو گئی، اب دونوں اہلیہ کے تین تین لڑکے اور پانچ پانچ لڑکیاں کل سولہ اولاد حی القائم ہیں، پروفیسر صاحب کی زندگی اس دور میں اہل وعیال کے اعتبار سے بھی نمونہ تھی، کیوں کہ آج کل تو دو یا تین بچے کے اچھے ہونے کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔

تدریسی زندگی کا آغاز انہوں نے گوپال شاہ ہائی اسکول موتی ہاری سے سائنس ٹیچر کی حیثیت سے کیا، یہ 1963ء کا سال تھا، صرف تین ماہ کے بعد آپ کی بحالی ایم اس کالج موتیہاری میں فزکس کے لکچرر کے طور پر ہوگئی، ترقی کرتے ہوئے آپ پروفیسر کے عہدہ تک پہونچے اور 2001ء میں یہیں سے سبکدوش ہوئے۔

آپ ایک اچھے استاذ کے ساتھ اچھے سیاست داں بھی تھے، زندگی کے مختلف ادوار میں وہ سینوکت سوشل پارٹی (SSP) جنتا پارٹی، جنتا دل اور راشٹریہ جنتا دل سے وابستہ رہے، انہوں نے 1968ء میں جنتا پارٹی کے ٹکٹ پر بتیا پارلیمانی حلقہ، اور 1985ء میں اسی پارٹی کے ٹکٹ پر سوگولی حلقہ اسمبلی اور 1996 میں جنتا دل کے ٹکٹ پر پارلیامنٹ کی رکنیت کے لیے انتخاب لڑا، لیکن کسی بھی انتخاب میں انہیں کامیابی نہیں ملی، بعض انتخابات میں آپ دوسرے نمبر تک پہونچ سکے۔

آپ کی شناخت سماجی خدمت گار کے طور پر بھی تھی، وہ بہت سارے تعلیمی اداروں کے قیام میں شریک رہے، انہوں نے ہریندر کشور کالج موتی ہاری کے صدر کے طور پر کام کیا، وہ انجمن اسلامیہ موتی ہاری کے قیام میں بھی شریک وسہیم رہے، انہوں نے انجمن اسلامیہ، اس کے مدرسہ، یتیم خانہ، لڑکیوں کے اسکول مسجد اور صدر قبرستان موتی ہاری کی خدمات کو وقیع اور ان اداروں کی تعمیر وترقی میں نمایاں رول ادا کیا۔ وہ 1972ء سے 2023ء تک انجمن اسلامیہ کے صدر منتخب ہوتے رہے، وہ مدرسہ اسلامیہ قرآنیہ سمرا اور مدرسہ منبع العلوم مادھوپور مشرقی چمپارن کے لیے بھی جو کچھ بن پڑتا، کر گذرتے تھے، اس طرح دیکھیں تو ان کی زندگی علمی، سماجی، سیاسی اور ملی تھی، وہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، جس کی وجہ سے وہ لوگوں میں مقبول ومحبوب رہے، ان کے گذر جانے سے موتی ہاری، بلکہ مشرقی چمپارن میں بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔

پروفیسر نسیم احمد صاحب امارت شرعیہ اور ان کے اکابر سے بہت قریب رہے، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کے وہ گرویدہ تھے، اور قاضی صاحب نے جب آل انڈیا ملی کونسل قائم کیا تو وہ علاقہ میں اس کے دست وبازو بنے، امارت شرعیہ کے ایک زمانہ میں مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے، اور میٹنگوں میں پابندی سے شریک ہوا کرتے تھے، آخری بار امارت شرعیہ وہ امیر شریعت سابع کو انجمن اسلامیہ تشریف لانے کی دعوت دینے کے لیے آئے تھے، ان کے ساتھ قاری جلال صاحب قاسمی امام جامع مسجد موتی ہاری بھی تھے، حضرت کا سفر ایک نکاح پڑھانے کے سلسلے میں موتی ہاری کا ہوا تھا۔

میری ملاقات ان سے امارت شرعیہ میرے آنے سے پہلے سے تھی، ایم، ایس کالج موتی ہاری بعض ضرورتوں کی وجہ سے بھی جانا آنا رہا، ابا بکر پور کے ایک پروفیسر بھی وہاں تھے، ان کی قربت کی وجہ سے بھی پروفیسر صاحب سے ملاقاتیں ہوتی رہیں، بعد میں جب کبھی موتی ہاری جانا ہوتا، جامع مسجد میں حاضری ہوتی اور پروفیسر صاحب سے بھی ملاقات ہو جایا کرتی تھی، آل انڈیا ملی کونسل کے اُس علاقہ کے دورہ اور بعض مدارس کے جلسے میں بھی ان کا ساتھ رہا، جانا ایک دن سب کو ہے

پروفیسر صاحب نے الحمد للہ لانبی عمر پائی، لیکن ان کا فیض اس قدر عام تھا کہ ان کے جانے کے بعد خلا محسوس ہونا فطری ہے، یوں کسی کے جانے سے نہ تو کاروبار زندگی میں رکاوٹ آتی ہے اور نہ ہی روئے زمین پر اندھیرا چھاتا ہے، وہ جو کسی کے مرنے پر کہتے ہیں کہ ایک چراغ اور بجھا، تاریکی اور بڑھی، یہ سب کہنے کی باتیں ہیں، ہم سب کا عقیدہ ہے اور ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ آسمان وزمین کا نور ہے، اور اس کو فنا نہیں ہے، اس لیے آسمان وزمین میں تاریکی کیسے پھیلے گی، اللہ سے دعا ہے کہ وہ پروفیسر صاحب کی خدمات کو قبول کرے اور ان کے سیئات کو درگذر کر کے جنت کے فیصلہ فرمادے۔ آمین یارب العالمین

کتابوں کی دنیا

✍ : ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

سی اے اے، این آر سی اور تحریک شاہین باغ

سی اے اے اور این آر سی کے ذریعہ ہندوستانی مسلمانوں کو غیر ملکی قرار دینے اور انہیں ملک بدر کرنے کی بڑی سازش تھی، یہ قانون پاس بھی ہو گیا، جس کی رو سے مسلمانوں کو چھوڑ کر تمام مذاہب کے لوگوں کو ہندوستان میں شہریت دینے کا منصوبہ بنایا گیا تھا، اور وزیر داخلہ اس پر مصر تھے کہ گھس پیٹھیوں کو چن چن کر نکال باہر کریں گے، وہ بڑی تیزی سے اسے نافذ کرنا چاہتے تھے، قانون پر صدر جمہوریہ کے دستخط بھی ہو گیے، لیکن وہ جو کہا گیا ہے کہ "من در چہ خیالم فلک در چہ خیال" وزیر داخلہ کی ساری مہم کورونا نے ناکام کر دیا، اور یوپی وغیرہ میں کام شروع ہونے کے باوجود پیش رفت نہیں ہو سکی۔

اس قانون کے بننے سے بہت پہلے حضرت امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ نے کاغذات کی درستگی کی مہم چلوائی، امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان کو بھی اس کام کے لیے لگایا، دورے کروائے، بعض اخبارات کے صحافی اور دانشوران اسے مسلمانوں کو ڈرانے سے تعبیر کر رہے تھے، لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ امیر شریعت سابعؒ جو کچھ کہہ رہے تھے وہی صحیح تھا، بعد کے دنوں میں یہ معاملہ اس قدر سنگین ہو گیا کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے طلبہ اور خواتین سڑکوں پر آگئیں، اور انہوں نے انتہائی اولوالعزمی کا مظاہرہ کیا، ان خواتین سے تحریک پا کر پورے ہندوستان میں شاہین باغ بن گیا، حضرت امیر شریعت سابعؒ کے حکم پر امارت شرعیہ کے ذمہ دار اور کارکنان نے بھی اس مہم میں حصہ لیا اور بہار، جھارکھنڈ اڈیشہ اور مغربی بنگال کے دورے کیے، اس کی تفصیل میری کتاب "سی اے اے، این آر سی اور این پی آر مسائل، مشکلات اور حل" میں دیکھی جا سکتی ہے۔

11/دسمبر 2019ء کو یہ قانون پاس ہوا، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے طلبہ اس کے خلاف آگے آئے تو ان پر ظلم وتشدد کا بازار گرم کیا گیا، ان کی حمایت میں جامعہ کے آس پاس کی خواتین احتجاج میں شریک ہوئیں، 15/دسمبر 2019ء سے شاہین باغ تحریک کا آغاز ہوا، اور 24/مارچ 2020 کو کورونا وبا کے پھیلنے کا بہانہ کر کے پولیس نے طاقت دکھا کر اس تحریک کو سبوتاژ کیا، حالاں کہ شاہین باغ کی خواتین نے دسمبر اور جنوری کی سرد راتوں میں اپنی زندگی اور خاندان کو درپیش خطرات سے قطع نظر شاہین باغ کو آباد رکھ کر ایک تاریخ رقم کی، شاہین باغ احتجاج، مظاہرے اور تقریروں کے اعتبار سے ایک استعارہ اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کی علامت بن گیا، ضرورت تھی کہ اس تاریخ کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر دیا جائے، تاکہ انہیں حوصلہ ملے کہ وقت آنے پر کیا مرد اور کیا خواتین، سب کو جم کر میدان میں آنا چاہیے اور ڈٹ جانا چاہیے، ایڈیٹر نگارشات مولانا عبد الرحمٰن قاسمی نے اس تاریخ کو بڑی محنت سے "سی اے اے، این آر سی اور تحریک شاہین باغ" کے نام سے جمع کر دیا ہے، مختلف اخبارات کے تراشے اور اس پر اپنا تجزیاتی مطالبہ بھی ان کا خوب ہے، کتاب کا انتساب انہوں نے سی اے اے، این آر سی مظاہرہ میں شہید نوجوانوں، پس دیوار زنداں، جاں باز جیالوں اور شاہین باغ تحریک کی شاہین صفت خواتین کے نام ہے، اس کتاب کے لیے اس سے بہتر انتساب دوسرا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

کتاب پر مقدمہ مشہور صحافی، انقلاب کے گروپ ایڈیٹر جناب ودود ساجد، تاثرات جناب ڈاکٹر ظفر الاسلام خان، تقریظ مفتی محمد نوشاد نوری قاسمی، اور پیش لفظ خود مؤلف کا ہے، ودود ساجد نے لکھا ہے کہ "یہ کتاب ایک ایسی فلم ہے جو آپ کو احتجاج کے دنوں کے مناظر کو یک جا کر کے دکھاتی ہے، اس کتاب میں سبھی کچھ ہے،" ڈاکٹر ظفر الاسلام خان سابق چیرمین دہلی قلیتی کمیشن نے اپنے تاثرات میں لکھا ہے کہ "شاہین باغ پر اب تک متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، یہ کتاب اس میں ایک عمدہ اضافہ ہے"۔ مفتی محمد نوشاد نوری قاسمی کی رائے ہے کہ "اہوں نے (مؤلف) شاہین باغ کے تذکرے کو زندہ رکھنے اور اس کے اجالوں کو تاریخ کے دریچے میں محفوظ کرنے کی کامیاب سعی کی ہے، انہوں نے شاہین باغ سے متعلق تمام اخباری بیانات اور رپورٹ کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔"

248 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں 169 ذیلی عناوین کے تحت سی اے اے، این آر سی کی تاریخ، این آر سی کا مقصد، شاہین باغ کا تاریخی پس منظر، شہید ہوئے اور گرفتار ہونے والوں کے سوانحی خاکے وغیرہ کو موضوع گفتگو بنایا گیا ہے، تالیف کا کام کبھی کبھی تصنیف سے زیادہ توجہ چاہتا ہے، مجھے خوشی ہے کہ مولانا عبد الرحمٰن قاسمی نے سلیقہ سے تالیف کا کام کیا ہے، پروف ریڈنگ پر بھی اچھی محنت کی ہے، حروف بھی جلی ہیں، کمزور نگاہ والوں کو مطالعہ کے لیے چشمہ لگانے کی ضرورت نہیں محسوس ہوگی اور بغیر سر درد کے وہ اس کے مندرجات سے مستفیض ہو سکیں گے، سرورق سادہ مگر خوب ہے، شاہین باغ اور جامعہ ملیہ کے طلبہ پر جو ظلم کی کالی گھٹا چھائی تھی اس کو ذہن ودماغ میں محفوظ رکھنے کے لیے سیاہ، شہادت کی یاد دلانے کے لیے خونی رنگ اور انڈیا کو سرسوں والے پیلے رنگ میں لکھا گیا ہے، یہ سارے رنگ بھی علامتی ہیں اور اگر آپ نے ذہن رسا پایا ہے تو اس کی معنویت سے انکار نہیں کر سکتے۔

کتاب مرکزی پبلی کیشن دہلی سے چھپی ہے، تقسیم کار میں نگارشات ڈاٹ کام اور ملنے کے پتے میں چار پتے درج ہیں، دہلی سے لینا ہو تو ملی پبلیکشنز ابو الفضل انکلیو نئی دہلی، دیوبند میں ہوں تو مکتبہ زمزم اور مکتبہ نعیمیہ اور بہار میں ہوں تو مکتبہ محمودیہ بشن پورا، مغربی چمپارن سے حاصل کر سکتے ہیں، مصنف کے ای میل اور واٹس ایپ سے رابطہ کرنا آسان ہے، واٹس ایپ نمبر ہے 8791519573 اور ای میل qasmiabdulrahman7@gmail.com ہے مفت والی روایت سے احتراز کیجئے۔ 250 روپے دیجئے اور کتاب حاصل کر لیجئے۔

حکایات اهل دل: مولانا رضوان احمد ندوی

صحابیات کا عشق رسولؐ

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابیات نے بھی بہت اعلی اور نمایاں مثالیں پیش کیں، ان کے سینے عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور تھے۔ اوران کے پا کیزہ قلوب اس نعمت کے حصول پر مسرور تھے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) جنگ احد میں یہ غلط خبر چاروں طرف پھیل گئی کہ نبی علیہ السلام شہید ہوگئے ہیں۔ مدینہ کی عورتیں شدت غم سے روتی ہوئی گھروں سے باہر نکل آئیں۔ ایک انصاریہ صحابیہؓ کہنے لگیں کہ میں اس بات کو اس وقت تک تسلیم نہیں کروں گی جب تک کہ خود اس کی تصدیق نہ کرلوں۔ چنانچہ وہ اونٹ پر سوار ہوکر احد کی طرف نکل پڑیں۔ جب میدان جنگ کے قریب پہنچیں تو ایک صحابی سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان سے پوچھنے لگیں "**مابال محمد؟**" (محمدؐ کا کیا حال ہے؟) انہوں نے کہا معلوم نہیں لیکن تمہارے بھائی کی لاش فلاں جگہ پڑی ہے وہ اس خبر کو سن کر ذرا بھی نہ گھبرائی اور آگے بڑھ کر دوسرے صحابی سے پوچھا "**مابال محمد ؟**" (محمد کا کیا حال ہے؟) انہوں نے جواب دیا کہ معلوم نہیں مگر تمہارے والد کی لاش فلاں جگہ میں نے دیکھی ہے وہ یہ خبر سن کر بھی پریشان نہ ہوئی بلکہ آگے بڑھ کر تیسرے صحابی سے پوچھا "**مابال محمد ؟**" (محمد کا کیا حال ہے؟) انہوں نے بتایا کہ میں نے تمہارے خاوند کی لاش فلاں جگہ پڑی دیکھی ہے۔ یہ خبر سن کر بھی وہ ٹس سے مس نہ ہوئی، پھر پوچھا کہ مجھے نبی علیہ السلام کی خیریت کے بارے میں بتاؤ۔ کسی نے کہا کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فلاں جگہ بخیریت دیکھا ہے یہ سنکر وہ تیزی سے اس طرف کو روانہ ہوئی۔ جب نبی علیہ السلام کو سامنے بخیریت دیکھا تو آپؐ کے قریب پہنچ کر چادر کا ایک کونہ پکڑ کر کہا "**کل مصیبة بعد محمد جلل**" (ہر مصیبت نبی علیہ السلام کے بعد آسان ہے) اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابیاتؓ کے قلوب میں جو محبت نبی علیہ السلام کے لیے وہ باپ، بھائی اور شوہر کی محبت سے بھی زیادہ تھی۔ یہی ایمان کامل کی نشانی بتائی گئی ہے۔ (سیرت ابن ہشام) ☆ (۲) ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیا کہ وہ جہاد کی تیاری کریں۔ مدینہ کے ہر گھر میں جہاد کی تیاریاں زوروں پہ تھیں۔ ایک گھر میں ایک صحابیہ اپنے معصوم بچے کو گود میں لیے زاروقطار رو رہی تھی۔ اس کے خاوند پہلے کسی جہاد میں شہید ہوگئے تھے۔ اب گھر میں کوئی بھی ایسا مرد نہ تھا کہ جس کو یہ تیار کر کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ جہاد میں بھیجتیں۔ جب بہت دیر تک روتی رہیں اور طبیعت بھر آئی اور اپنے معصوم بیٹے کو سینے سے لگایا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوئیں۔ اپنے بیٹے کو نبی علیہ السلام کی گود میں ڈال کر کہا اے اللہ کے رسولؐ میرے بیٹے کو بھی جہاد کے لیے قبول فرمائیں۔ نبی علیہ السلام نے حیران ہوکر فرمایا معصوم بچہ جہاد میں کیسے جاسکتا ہے۔ وہ رو کر کہنے لگیں کہ میرے گھر میں کوئی بڑا مرد نہیں کہ جس کو بھیج سکوں آپؐ اسی کو مجاہد کے حوالے کر دیجئے جس کے ہاتھ میں ڈھال نہ ہو۔ تاکہ جب وہ مجاہد کفار کے سامنے مقابلے کے لیے جائے اور کافر تیروں کی بارش برسائیں تو وہ مجاہد تیروں سے بچنے کے لیے میرے بیٹے کو آگے کردے۔ میرا بیٹا تیروں کو روکنے کے کام آسکتا ہے۔ سبحان اللہ! تاریخ انسانیت ایسی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے کہ عورت اور ماں جیسی شفیق ہستی فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنکر اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے اتنی بے قرار ہوئی ہے کہ معصوم بچے کو شہادت کے لیے پیش کر دیتی ہے ☆ (۳) سیدہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے نبی علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کرادیں۔ سیدہ عائشہؓ نے حجرہ مبارکہ کھولا۔ وہ صحابیہ عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر مغلوب تھیں کہ زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے انتقال فرمائیں۔ (شفاء شریف) ☆ (۴) ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے والد ابوسفیان صلح حدیبیہ کے زمانے میں مدینہ آئے اپنی بیٹی سے ملنے گئے۔ قریب پڑے بستر پر بیٹھنے لگے تو ام حبیبہؓ نے جلدی سے بستر الٹ دیا ابوسفیان نے پوچھا بیٹی مہمان کے آنے پر بستر بچھاتے ہیں بستر لپیٹتے تو نہیں۔ ام حبیبہؓ نے کہا ابا جان یہ بستر اللہ تعالی کے پیارے اور پاک محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہیں لہذا اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ ابوسفیان کو اس کا بڑا رنج ہوا مگر ام حبیبہؓ کے دل میں جو محبت اور عظمت اللہ کے رسولؐ کی تھی اس کے سامنے جسمانی رشتے کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ قربان جائیں ان کے پیارے عمل پر کہ فیصلہ کرلیا کہ باپ چھوٹتا ہے تو چھوٹ جائے مگر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ ☆ (۵) ایک صحابی حضرت ربیعہ اسلمیؓ نہایت غریب نوجوان تھے۔ ایک مرتبہ تذکرہ چلا کہ انہیں کوئی اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام نے انصار کے ایک قبیلے کی نشاندہی کی کہ ان کے پاس جاکر رشتہ مانگو۔ وہ گئے اور بتایا کہ میں نبی علیہ السلام کے مشورے سے حاضر ہوا ہوں تاکہ میرا نکاح فلاں لڑکی سے کردیا جائے۔ باپ نے کہا بہت اچھا ہم لڑکی سے معلوم کرلیں جب پوچھا تو وہ لڑکی کہنے لگی ابوجان یہ مت دیکھو کہ آیا کون ہے بلکہ یہ دیکھو کہ بھیجنے والا کون ہے۔ چنانچ فورا نکاح کردیا گیا ☆ (۶) فاطمہ بنت قیس ایک حسین صحابیہ تھیں، ان کے لیے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اچھے دولت مند صحابی کا رشتہ آیا۔ جب انہوں نے نبی علیہ السلام سے مشورہ کیا تو آپؐ نے فرمایا: اسامہ سے نکاح کرلو، حضرت فاطمہؓ نے آپ کو اپنی قسمت کا مالک بنادیا اور عرض کی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا معاملہ آپ کے اختیار میں ہے، جس سے چاہیں نکاح کردیں، یعنی میرے لئے یہی خوشی کافی ہے کہ آپ کے ہاتھوں سے میرا نکاح ہوگا۔ (نسائی شریف، کتاب النکاح) ☆ (۷) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب اعلان نبوت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں، جب جوانی کی عمر کو پہنچیں تو اپنے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع سے نکاح ہوا، ہجرت کے وقت نبی علیہ السلام کے ساتھ نہ جاسکیں، ان کے خاوند بدر کی لڑائی میں کفار کی طرف سے شریک ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے، اہل مکہ نے جب اپنے قیدیوں کے لئے فدیے ارسال کئے تو سیدہ حضرت زینبؓ نے بھی اپنے خاوند کی رہائی کے لئے مال بھیجا، جس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہؓ نے ان کو جہیز میں دیا تھا، نبی علیہ السلام نے جب وہ ہار دیکھا تو حضرت خدیجہؓ کی یاد تازہ ہوگئی، صحابہؓ سے مشورے میں یہ بات طے پائی کہ ابوالعاص کو بلا فدیہ چھوڑ دیا جائے، اس شرط پر کہ وہ واپس جاکر سیدہ زینبؓ کو مدینہ بھیجدیں، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو آدمی سیدہ زینبؓ کو لینے کے لئے ساتھ کردیئے، تاکہ وہ مکہ سے باہر ٹھہر جائیں اور ابوالعاص سیدہ زینبؓ کو ان تک پہنچادیں، سیدہ زینبؓ جب اپنے دیور کنانہ کے ساتھ بیٹھ کر روانہ ہوئیں تو کفار آگ بگولہ ہوگئے، چنانچہ انہوں نے سیدہ زینبؓ کو نیزہ مارا جس سے وہ زخمی ہوکر گریں، کنانہ نے نیزوں سے مقابلہ کیا، ابوسفیان نے کہا کہ محمد کی بیٹی اور اس طرح علی الاعلان جائے، یہ ہمیں گوارہ نہیں، اس وقت واپس چلو پھر چپکے سے بھیج دینا، کنانہ نے اس کو قبول کرلیا، چند دن کے بعد پھر حضرت سیدہ زینبؓ کو روانہ کیا گیا، سیدہ زینبؓ کا زخم کئی سال تک رہا اور بالآخر اس وجہ سے وفات ہوئی، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ میری سب سے اچھی بیٹی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی۔

(۸) جنگ احد میں ام عمارہؓ اپنے شوہر حضرت زید بن عاصمؓ اور اپنے دو بیٹوں عمارؓ اور عبداللہؓ کے ہمراہ جنگ میں شریک ہوئیں، جب کفار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہلہ بول دیا تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر حملہ روکنے والے صحابہ میں شامل ہوگئیں، ابن کمیہ ملعون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کا وار کرنا چاہا تو انہوں نے اس کو اپنے کندھوں پر روکا جس سے بہت گہرا زخم آیا، ام عمارہؓ نے پلٹ کر ابن کمیہ ملعون پر بھرپور وار کیا، قریب تھا کہ وہ دو ٹکڑے ہوجاتا، مگر اس نے دو زرہ پہن رکھی تھی، لہذا بچ نکلا، ام عمارہؓ کے سر اور جسم پر تیرہ زخم لگے، ان کے بیٹے عبداللہ کو ایک ایسا زخم لگا کہ خون بند نہیں ہوتا تھا، ام عمارہؓ نے اپنا کپڑا اپھاڑ کر زخم کو باندھا اور کہا بیٹا اٹھو اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرو، اتنے میں وہ کافر جس نے ان کو زخم لگایا تھا پھر قریب آیا، نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ام عمارہؓ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہی کافر ہے، ام عمارہؓ نے جھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ گر پڑا اور وہ چل نہ سکا اور سر کے بل گھسٹتے ہوئے بھاگا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھا تو مسکرا کر فرمایا ام عمارہؓ تو اللہ کا شکر ادا کر جس نے تمہیں جہاد کرنے کی ہمت بخشی، ام عمارہؓ نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے دل کی حسرت ظاہر کی کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ دعا فرمائیں کہ ہم لوگوں کو جنت میں آپؐ کی خدمت گزاری کا موقع مل جائے، نبی علیہ السلام نے اس وقت ان کے لئے، ان کے شوہر کے لئے اور دونوں بیٹوں کے لئے دعا کی کہ "**اللھم اجعلھم رفقائی فی الجنة**" اے اللہ ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنادے، ام عمارہؓ زندگی بھر یہ بات علی الاعلان بیان کرتی تھی کہ نبیؐ کی اس دعا کے بعد میرے لئے دنیا کی بڑی سی بڑی مصیبت بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ (مدارج النبوۃ) ☆ (۹) حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ گھر کے بچوں کو شیشی دیکر بھیجتیں کہ جب نبیؐ قیلولہ فرمائیں اور آپؐ کے جسم مبارک پر پسینہ آئے تو اس کے قطرے اس شیشی میں جمع کرلیں، چنانچہ وہ اس پسینہ کو اپنی خوشبو میں شامل کرتیں اور پھر اپنے جسم اور کپڑوں پر وہ خوشبو لگاتی تھیں۔ (**بخاری، کتاب الاستیذان**) ☆ (۱۰) غزوۂ خیبر میں نبیؐ نے ایک صحابیہ کو اپنے دست مبارک سے ہار پہنایا، وہ اس کی اتنی قدر کرتی تھیں کہ عمر بھر اس کو گلے سے جدا نہ کیا اور جب انتقال کرگئیں تو وصیت کی کہ وہ ہار ان کے ساتھ دفن کیا جائے ☆ (۱۱) حضرت سلمیٰؓ ایک صحابیہ تھیں، انہوں نے نبیؐ کی اتنی خدمت کی کہ خادمہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب حاصل ہوا، ان کی والدہ کے ایک غلام حضرت سفینہ تھے، انہوں نے اس کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ ساری زندگی نبیؐ کی خدمت کریں، حضرت سفینہ نے کہا کہ آپ یہ شرط بھی نہ لگائیں تو بھی میں ساری زندگی اس در کی چاکری میں گزار دیتی۔ (ابوداؤد، کتاب الطب، باب الحامسہ) ☆ (۱۲) ایک دن نبیؐ حضرت جابر کے مکان پر تشریف لائے، انہوں نے بیوی سے کہا کہ دیکھو نبیؐ کی دعوت کا خوب اہتمام کرو، آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے، انہیں تمہاری صورت بھی نظر نہ آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیلولہ فرمایا تو آپ کے لئے بکری کا بھنا ہوا گوشت تیار کیا، جب آپ کھانا کھانے لگے تو بنوسلمی کے لوگ دور سے ہی آپؐ کے دیدار سے مشرف ہوتے رہے کہ آپ کو تکلیف نہ ہو، جب نبیؐ رخصت ہونے لگے تو حضرت جابرؓ کی بیوی نے پردے کے پیچھے کہا یارسول اللہ میرے لئے اور میرے شوہر کے لئے نزول رحمت کی دعا کریں، آپ نے رحمت کی دعا فرمائی تو زوجہ جابر خوشی سے پھولے نہ سمائیں ☆ (۱۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو سب ازواج مطہرات ساتھ تھیں، راستے میں حضرت حفصہؓ کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا اور چلتا ہی نہ تھا وہ رونے لگیں، آپؐ کو خبر ہوئی تو آپ نے اپنے دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے، عجیب اتفاق کہ آپ جس قدر دلاسا دیتے وہ اسی قدر زار و روتیں، جب کافی دیر تک چپ نہ ہوئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا، تمام صحابہ کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا اور خود بھی اپنا خیمہ نصب کروایا، حضرت صفیہؓ کو احساس ہوا کہ شاید نبیؐ مجھ سے خفاء ہوگئے ہیں، اب نبیؐ کو منانے اور راضی کرنے کی تدبیریں سوچنے لگیں، اس غرض سے سیدہ عائشہؓ کے پاس گئیں اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنی باری کا دن کسی چیز کے معاوضے میں نہیں دے سکتی، لیکن اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی کردیں تو میں اپنی باری آپ کو دیتی ہوں، سیدہ عائشہؓ نے آمادگی ظاہر کی اور ایک دوپٹہ اوڑھا جو زعفرانی رنگ میں رنگا ہوا تھا، پھر اس پر پانی چھڑکا تاکہ خوشبو پھیلے، اس کے بعد نبیؐ کے پاس گئیں اور خیمہ کا پردہ اٹھایا، نبیؐ نے فرمایا کہ عائشہؓ یہ تمہارا دن نہیں ہے، بولیں "**ذالک فضل اللہ یؤتیه من یشاء**" (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جس کو چاہتا ہے دے دیتا ہے) (مسند ابن حنبل: ۳۳۸/۶) ☆ (۱۴) نبیؐ نے شوہر کے علاوہ دوسرے محرم مردوں کی وفات پر تین دن سوگ کے لئے متعین فرمائے ہیں، صحابیات اس کی بہت شدت سے پابندی کرتی تھیں، سیدہ زینبؓ بنت جحش کے بھائی کا انتقال ہوگیا تو چوتھے روز انہوں نے خوشبو منگا کر لگائی اور فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہ تھی، لیکن نبیؐ کا فرمان سنا ہے کہ شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ جائز نہیں، اس لئے یہ اسی حکم کی تعمیل تھی۔ (ابوداؤد) ☆ (۱۵) ایک دن حضرت حذیفہؓ کی والدہ نے ان سے پوچھا کہ بیٹا تم مجھے اپنے کام میں مشغول نظر آتے ہو تو تم نے نبیؐ کی زیارت کب کی تھی، انہوں نے کہا اتنے دنوں پہلے، اس پر والدہ نے ان کو سخت سست کہا، بولے میں ابھی جاکر مغرب کی نماز نبیؐ کے ساتھ ادا کرتا ہوں اور اپنے لئے اور آپ کے لئے استغفار کی درخواست کرتا ہوں۔ (ترمذی، کتاب المناقب) ☆ (۱۶) جب نبیؐ نے اس دار فانی سے پردہ فرمایا تو سیدہ حضرت عائشہؓ نے اس عظیم سانحہ پر اپنے رنج والم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہائے افسوس وہ پیارے نبیؐ جس نے فقر کو غنا پر اور مسکینی کو دولتمندی پر ترجیح دی، افسوس وہ معلم کائنات جو گنہگار امت کی فکر میں پوری رات آرام سے نہ سو سکے ہم سے رخصت ہوگئے، جس نے ہمیشہ صبر واستقامت سے اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ کیا، جس نے برائیوں کی طرف کبھی دھیان نہ دیا اور جس نے نیکی اور احسان کے دروازے ضرورت مندوں پر کبھی بند نہ کئے، جس روشن ضمیر کے دامن پر دشمنوں کی ایذا رسانی کا گرد وغبار کبھی نہ بیٹھا۔ ☆ (۱۷) حضرت ام ایمنؓ ایک دن نبیؐ کو یاد کر کے رونے لگیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ آپ کیوں روتی ہیں، کہا کہ یہ بتاؤ نبیؐ کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر نعمتیں موجود نہیں ہیں، انہوں نے کہا بالکل ہیں، فرمایا میں اس لئے رو رہی ہوں کہ نبیؐ کی جدائی سے وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا، اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بھی رو پڑے۔ (عشق رسول، ص: ۴۶/۶ تا ۹۴)

حرم کے مسافر کا مقام و مرتبہ

مولانا محمد اخلاق ندوی

عبادات کی اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ بندے کوغفلت سے بچا کر ایسی کیفیت سے سرشار کریں جس میں آخری حد تک جہنم کا خوف اور جنت کا شوق ہو، اپنے رب کی خوشنودی اور اس کی مخلوق سے خیر خواہی کا جذبہ ہو، عبادات کی صرف شکلیں مطلوب نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان عبادات کے جو نتائج ہیں وہ شکلوں کی پابندی کے ساتھ مطلوب ہیں، جو لوگ عبادات میں موجود نتائج کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہی لوگ صحیح معنی میں عبادات کی اشکال ہی کو غلطی سے سب کچھ سمجھ لیں، ان کی زندگی کسی خاص انقلاب سے محروم رہتی ہے، ایسے لوگ قدم قدم پر اس طرح کے اعمال کا ثبوت دیتے ہیں، جن کی توقع کسی غیر عبادت گذار بندے سے ہی کی جا سکتی ہے۔

بہرحال حج ایک جامع عبادت ہے، یہ عبادات میں سب سے زیادہ انقلابی عبادت ہے۔ جب حاجی گھر سے نکلتا ہے تو اس کا سفر اپنے رب کی طرف سفر ہوتا ہے۔ جب وہ خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے اور ملتزم سے چمٹ کر آہ وزاری کرتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ جب وہ عرفہ پہنچتا ہے اور اپنے ارد گرد ایک ہی لباس میں ملبوس انسانوں کا جنگل دیکھتا ہے تو گویا اپنی آنکھوں سے حشر کے میدان کا نظارہ کرتا ہے پھر جب وہ دیگر تاریخی مقامات کی زیارت کرتا ہے تو گویا وہ اپنے آپ کو ایک تاریخی تسلسل سے جوڑتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تسلیم و رضا کا لازوال نمونہ اس کو ہلا کر رکھ دیتا ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی قربانیاں اور کامیابیاں اس کی آنکھوں کو روشن کر دیتی ہیں، لیکن یہ سوغات اس کو ملتی ہے جو ٹیکنیکل اور مشینی حج کے بجائے زندہ اور روحانی حج کرتا ہے۔ جس کا سینہ کیفیات سے بھرا ہوتا ہے، جس کا دل جذبات سے سرشار ہوتا ہے، جس کے جسم سے کہیں زیادہ اس کا اندرون حرکت میں ہوتا ہے، جس کے ظاہر سے کہیں زیادہ اس کا باطن شریک ہوتا ہے، جو عجز واعتراف کی سرتاپا تصویر بن جاتا ہے، جو کچھ چھوڑنے اور کچھ پانے کیلئے بے تاب ہوتا ہے، جس کو اپنی غفلت پر ندامت اور بیداری کی فکر ہوتی ہے، جو اپنی سابقہ زندگی کو تج کر اپنی آئندہ زندگی فکرمندی کے ساتھ گزارنا چاہتا ہے، جو اپنی خواہش کے بجائے اپنے رب کی مرضی کو اپنا محور بنانا چاہتا ہے، اپنی محبت و نفرت، صرف اپنے رب کے لئے کرنا چاہتا ہے، ایسے حاجی کا حج اس کی زندگی کو یقیناً ایک نیا رخ دے دیتا ہے۔

ایسا حاجی اپنے حج سے اس طرح واپس آتا ہے جیسے کوئی گرد وغبار میں لپٹا ہوا نہا کر واپس آتا ہے، ایسے حاجی کی زندگی کی ایک ادا اسلام کے مطابق ہوتی ہے، وہ اپنی ذات سے دوسروں کے لئے نمونہ بن جاتا ہے، اس کے معاملات کی صفائی، ایثار وقربانی کا جذبہ، امت اتحاد واتفاق کی فکر، اس دینی اعمال وخیالات اپنے ماحول میں مکی و مدنی معاشرے کے ترجمان بن جاتے ہیں، گویا یہ حاجی اپنے ماحول میں خدا پرستی کی زندہ علامت بن جاتا ہے، اس کی ذات اصلاح ودعوت کا عنوان بن جاتی ہے، غور کیجئے تو اسلام میں اصلاح ودعوت کا عمل اسی طرح انجام پایا ہے، آپ دیکھیں کہ صحابہ کرام چلتے پھرتے مدرسے تھے، وہ جہاں جاتے تھے ان کی ذات روشنی کا منارہ بن جاتی تھی، علاقوں کے علاقوں کی اصلاح ہو جاتی تھی، حقیقت یہ ہے کہ اسلام خود انسانی فطرت کی پکار ہے، اور جب فطرت کی پکار مجسم شکل میں سامنے آئے تو یقیناً وہ اپنا اثر ڈالے گی، شرط یہ ہے کہ فطرت اپنی اصلی حالت پر باقی ہو، غلط ماحول و فاسد تعلیم نے فطرت کو مسخ کر کے نہ رکھ دیا ہو، جن کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے قرآن اُن کو مردہ قرار دیتا ہے 'انک لا تسمع الموتی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کی فطرت نہیں جگا سکتے۔ حج کی عبادت کس قدر انقلابی عبادت ہے اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے جو حدیث کی ہر کتاب میں موجود ہے: ''جس نے خدا کے لئے حج کیا اور ہوس رانی نہ کی، گناہ نہ کیا تو وہ ایسا ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا''۔ (ابوداؤد)

یہ حدیث آخری حد تک حج کے انقلابی اثر کو بتا رہی ہے، لیکن اس حدیث کی روشنی میں وہی حج انقلابی ہوتا ہے، جو عاشقانہ جذبہ کے ساتھ کیا گیا ہو، اگر دوران حج کسی حاجی کو عاشقانہ جذبہ اور ربانی کیفیت نصیب ہو گئی، تو پھر اس کا حج گزشتہ زندگی کے داغدار اوراق کو نیست و نابود کر کے بے داغ اوراق دے کر ایک نئی زندگی کی دعوت دیتا ہے، جن کوتاہیوں سے اس کا وجود بوجھل تھا اور ان کے اثر سے اس کو کسی طرح قرار نہیں مل رہا تھا ان کو ختم کر کے اس کے وجود میں ایک نئی روح پھونک دیتا ہے، اس طرح گویا حاجی کو ایک نئی زندگی، نئی قوت، نیا حوصلہ اور ولولہ مل جاتا ہے، حج سے پہلے نیکی کا جو راستہ دشواری سے طے ہوتا تھا، اب وہ آسانی سے طے ہونے لگتا ہے، حج سے پہلے جو غیر حضوری کی کیفیت رہتی تھی اب حضوری کی نعمت عطا ہو جاتی تھی، حج سے پہلے طبیعت میں جو جمود تھا اب وہ انقلاب میں بدل جاتا ہے، اس لئے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ حج ایک انقلابی عبادت ہے، اسی لئے اس کو حدیث میں افضل عبادت قرار دیا گیا ہے۔

بے شعوری اور داخلی تیاری کے بغیر جو حج کیا جاتا ہے اس کی ایک تصویر دیکھنی ہو تو حضرت جنید بغدادیؒ کے ایک حاجی سے سوالات ملاحظہ کیجئے: حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جو بیت اللہ سے واپس آیا تھا لیکن اس کی زندگی پر حج کی چھاپ نہ پڑ سکی تھی، آپ نے اس سے دریافت فرمایا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟ حضرت حج بیت اللہ سے واپس آ رہا ہوں۔ مسافر نے جواب دیا۔ کیا تم حج کر چکے ہو؟ حضرت نے حیرت سے دریافت کیا۔ جی ہاں میں حج کر چکا ہوں، مسافر نے جواب دیا۔ حضرت نے پوچھا: جب تم حج کے ارادے سے گھر بار چھوڑ کر نکلے تھے اس وقت تم نے گناہوں سے کنارہ کر لیا تھا یا نہیں؟ حضرت میں نے اس طرح نہیں سوچا تھا، مسافر نے جواب دیا۔ تو پھر تم حج کے لئے نکلے ہی نہیں۔ پھر دریافت فرمایا: اس مبارک سفر میں تم نے جو منزلیں طے کیں اور جہاں جہاں راتوں کو قیام کیا تو کیا تم نے اس دوران قرب الٰہی کی منزلیں بھی طے کیں اور اس راہ کے مقامات بھی طے کئے؟ حضرت اس کا تو مجھے دھیان بھی نہ تھا، مسافر نے سادگی سے جواب دیا۔ تو پھر تم نے نہ بیت اللہ کی طرف سفر کیا اور نہ تم نے اس کی طرف کوئی منزل طے کی۔ پھر دریافت فرمایا: جب تم نے احرام باندھا اور اپنے روزہ مرہ کے کپڑے اتارے، تو کیا تم نے اس کے ساتھ ہی اپنی بری عادتوں اور خصلتوں کے جامے کو بھی اپنی زندگی سے اتار پھینکا تھا؟ حضرت اس طرف تو میں نے غور ہی نہیں کیا تھا، مسافر نے جواب دیا۔ پھر تم نے احرام بھی کہاں باندھا؟ حضرت نے پرسوز لہجے میں فرمایا۔ پھر پوچھا: تم جب میدان عرفات میں کھڑے ہوئے تو تمہیں مشاہدے کا کشف بھی حاصل ہوا یا نہیں؟ حضرت میں سمجھا نہیں، کیا مطلب؟ مسافر نے کہا۔ مطلب یہ کہ تم نے میدان عرفات میں خدا سے مناجات کرتے وقت اپنے اندر یہ کیفیت بھی محسوس کی کہ گویا تمہارا رب تمہارے سامنے ہے اور تم اسے دیکھ رہے ہو؟ حضرت یہ کیفیت تو نہیں تھی، مسافر نے وضاحت کی۔ تو پھر تو گویا عرفات پہنچے ہی نہیں۔ حضرت نے پر جوش لہجے میں کہا اور پھر یہ دریافت فرمایا: اچھا یہ بتاؤ جب تم مزدلفہ میں پہنچے تو وہاں تم نے اپنی نفسانی خواہشات کو بھی چھوڑا یا نہیں؟ حضرت میں نے تو اس پر کوئی توجہ نہیں کی، مسافر نے جواب دیا۔ تو پھر تم مزدلفہ بھی نہیں گئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اچھا یہ بتاؤ جب تم نے بیت اللہ کا طواف کیا تو اس دوران تم نے جمال الٰہی کے جلوے اور کرشمے بھی دیکھے؟ حضرت اس سے تو میں محروم رہا، مسافر نے کہا۔ تو پھر تم نے طواف کیا ہی نہیں، اور پھر دریافت فرمایا: جب تم نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تو کیا اس وقت تم نے صفا اور مروہ اور ان کے درمیان سعی کی حکمت وحقیقت اور اس کے مقصود کو بھی پایا؟ حضرت اس کا تو مجھے شعور نہیں، مسافر نے کہا۔ تو پھر تم نے ابھی سعی بھی نہیں کی ہے۔ پھر دریافت فرمایا: جب تم نے قربان گاہ میں پہنچ کر قربانی کے جانور کو قربان کیا اس وقت تم نے اپنے برے ہم نشین اور برے ساتھیوں اور بری خواہشات کو بھی اپنے سے دور پھینکا یا نہیں؟ حضرت ایسا تو نہیں کیا، مسافر نے سادگی سے جواب دیا۔ تو پھر تم نے رمی بھی نہیں کی، حضرت نے افسوس کے ساتھ کہا۔ اور فرمایا جاؤ واپس جاؤ اور ان کیفیات کے ساتھ ایک بار پھر حج کرو تا کہ حضرت ابراہیم کے ساتھ نسبت پیدا کر سکو، جن کے ایمان و وفا کا اعتراف کرتے ہوئے قرآن نے شہادت دی ہے: **ابراهيم الذی وفّی** ''اور ابراہیم جس نے (اپنے رب سے) وفاداری کا حق ادا کر دیا''۔

یہ جو سوالات حضرت جنید بغدادیؒ نے ایک ایسے شخص سے کئے تھے جس کی زندگی حج کے اثر سے خالی تھی، آج اس بے شعوری کے دور میں یہ سوالات بڑے پیمانے پر کئے جا سکتے ہیں۔ بے شعوری کا معاملہ تو آج ہر عبادت کے ساتھ ہے لیکن حج جیسی انقلابی عبادت کے ساتھ بے شعوری نے ایک عام شکل اختیار کر لی ہے۔ کس قدر افسوس کے لائق ہے وہ حرم کا مسافر جس کی زندگی میں حج جیسی انقلابی عبادت کا اثر نہ ہو۔ اس کی اور عام لوگوں کی زندگی میں کوئی فرق دیکھنے کو نہ ملے۔ قرآن مجید نے حج کے جہاں احکامات بیان کئے ہیں اسی سیاق میں فرمایا ہے: **يَا اَيُّهَا النَّاسُ ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً** (اے لوگو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ)۔ حرم کے مسافر کو اللہ کے اس فرمان پر خاص طور سے غور کر کے اپنی زندگی کو پوری طرح اسلام کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ حرم کے مسافر کا کیا رتبہ اور مقام ہو جاتا ہے اس کا اندازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت سے ہوتا ہے: ''جب کسی زائر حرم سے تمہاری ملاقات ہو تو اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں پہنچے تم اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اور اس سے درخواست کرو کہ وہ تمہارے لئے خدا سے مغفرت کی دعا کرے۔ اس لئے کہ اس کے گناہوں کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔''

آہ! اس دور میں حج کا یہ انقلابی اثر خال خال ہی دیکھنے کو نصیب ہوتا ہے۔ آہ!! امت کی ظاہر پرستی نے اس سے زندگی کی ایک ایک علامت کو چھین لیا۔ آج امت کے پاس سب کچھ ہے لیکن بے شعوری نے اس کو کسی لائق ہی نہیں رہنے دیا۔ آج امت سب کچھ کھو کر بھی غم اور فکر سے خالی ہے۔ قرآن میں انقلاب کا یہ اٹل قانون بیان ہوا ہے کہ وہ داخل سے شروع ہو کر خارج میں ظہور کرتا ہے: **اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ** حقیقت یہ ہے کہ جب تک امت اپنے آپ کو داخلی انقلاب کے لئے تیار نہیں کرے گی اس وقت تک خارج میں کسی انقلاب کی توقع ایک دیوانے کا خواب ہے۔ آہ! آج ہم اسی خواب میں جی رہے ہیں۔

بقیہ صفحہ اول .... اس لئے امارت شرعیہ سے وابستگی ہمارے لیے دینی، ایمانی اور شرعی تقاضہ ہے، اسی لئے بڑوں نے کہا ہے کہ امارت شرعیہ ہمارے ایمان وعقیدہ کا حصہ ہے اور خدمات کے اعتبار سے یہ ہمارے ملی وجود کی روشن علامت ہے۔

اس شرعی تقاضہ کی تکمیل سے دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہمارے اندر کلمہ کی بنیاد پر اتحاد کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، فروعی مسائل میں الجھنے کے بجائے ملت کے مفاد میں یکسو اور یک جٹ ہو کر کام کرنے کا مزاج پیدا ہوتا ہے، اتحاد کی قوت کی وجہ سے بہت سارے مسائل حکومتی سطح پر حل ہو جاتے ہیں، اور سماجی، سیاسی میدان میں اس کی اہمیت محسوس کی جاتی ہے، جمہوریت میں سر گنے جاتے ہیں، جس قدر امارت شرعیہ سے لوگ جڑیں گے اسی قدر اس کی افادیت ملکی سطح پر بھی بڑھتی جائے گی اور ہر میدان میں کامیابی قدم چومے گی، عصر حاضر میں انفرادی کاموں سے زیادہ ٹیم ورک کی اہمیت بڑھ گئی ہے، کاموں کے پھیلاؤ کی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک آدمی ہر محاذ پر کام کرے، ایسے میں مختلف قسم کی صلاحیتوں کے لوگ جب امارت شرعیہ سے جڑیں گے اور ان کا تعاون ملے گا تو کام تیزی سے نمٹے گا اور ٹیم ورک کے ذریعہ یہ ممکن ہو سکے گا کہ ہم مختلف میدانوں میں تیزی سے معیاری انداز میں کام کو آگے بڑھائیں۔ امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ ٹیم ورک ہے اور یہاں ہر ایک کی اپنے اعتبار سے بڑی اہمیت ہے، ہمیں اس اہمیت کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

بینک انٹرسٹ کے مصارف

مفتی امانت علی قاسمی

سود کی حرمت قرآن وحدیث میں جس قدر بیان کی گئی ہے اس سے ہر ایمان والا واقف ہے کہ وہ مال حرام ہے اور مال حرام کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا مالک معلوم ہے اور وہ بلاعوض حاصل کیا گیا ہے جیسے سود، رشوت، چوری وغیرہ کا مال تو اس کے مالک کو واپس کرنا ضروری ہے۔ اگر مالک وفات پا گیا ہے تو اس کے ورثہ کو لوٹانا ضروری ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو بلا نیت ثواب مستحق زکوۃ کو صدقہ کرنا ضروری ہے اور اگر وہ بالعوض حاصل کیا گیا ہے جیسے حرام ملازمت وغیرہ کے ذریعہ سے حاصل ہوا تو مالک کو واپس کرنا درست نہیں ہے؛ بلکہ اس کو بلا نیت ثواب صدقہ کرنا ہی ضروری ہے۔ باقی مال حرام کسی کو استعمال کے لیے دینا جائز نہیں اور نہ اس کی وجہ سے وہ مال پاک ہوگا۔ اسی طرح حرام رقم اصول وفروع کو صدقہ نہیں کر سکتے ہیں لہذا باپ بیٹے میں سے کوئی مستحق ہو تب بھی اسے حرام رقم نہیں دی جاسکتی ہے۔

سود کے مصارف : سود کے مال کا بھی علماء نے تین مصارف بیان کیے ہیں ایک تو یہ کہ اگر مالک معلوم ہو تو مالک کو واپس کردیا جائے دوسرے یہ کہ اگر مالک معلوم نہ ہو یا مالک کو واپس کرنا ممکن نہ ہو تو بلا نیت ثواب صدقہ کردیا جائے۔ تیسرے یہ کہ بعض حضرات نے رفاہی کاموں میں بھی لگانے کی اجازت دی ہے اسی وجہ سے بعض حضرات رفاہی بیت الخلاء حتی کہ مسجد کے بیت الخلاء میں لگانے کی بھی اجازت دی ہے، اسی طرح سڑک بنانے، یا مسافر خانے بنانے کی بھی اجازت دی ہے؛ جب کہ بعض علماء کی رائے ہے کہ سود کی رقم کو اس طرح صدقہ کرنا ضروری ہے کہ خود صاحب مال کو اس سے کسی طرح کا انتفاع نہ ہو۔

بینک انٹرسٹ کا مصرف: سود کی ایک صورت بینک انٹرسٹ ہے، بینک کے سیونگ اکاؤنٹ میں جو پیسے جمع کیے جاتے ہیں اس پر بینک کی طرف سے جو متعین اضافہ ملتا ہے وہ بھی سود ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ بینک سے وہ اضافی رقم وصول کرلی جائے اور بلا نیت ثواب صدقہ کردی جائے، البتہ اگر کسی طرح بینک کو ہی واپس کرنا پڑے جس میں بظاہر اپنا کوئی فائدہ وصول نہ کیا گیا ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ بینک سے نکالنے کے ضروری ہونے کے سلسلے میں مفتی نظام الدین صاحب لکھتے ہیں: سود کا پیسہ بینک میں چھوڑ دینے سے خطرہ بظن غالب ہے کہ وہ لوگ اپنے مذہبی کاموں کے فروغ میں خرچ کریں یا ایسے کاموں میں خرچ کریں جس سے مسلم قوم کو من حیث قوم مسلم نقصان پہونچے اس لیے بہ نیت حفاظت قوم مسلم یہ حکم دیا جاتا ہے کہ سود کے نام سے جو روپیہ ہے اس کو بینک میں نہ چھوڑا جائے؛ بلکہ وہاں سے نکال کر شرعی ضابطہ کے مطابق اپنی ملک سے نکال دیا جائے (منتخبات نظام الفتاوی 3/9112)

بینک سے سودی رقم نکالنے سے پہلے صدقہ کرنا : بینک کے انٹرسٹ کا حکم معلوم ہوگیا ہے کہ اس کو بلا نیت ثواب صدقہ کرنا ضروری ہے؛ لیکن بسا اوقات آدمی اپنے اکاؤنٹ میں موجود سودی رقم کو رہنے دیتا ہے اور اپنے پاس سے اتنی مقدار بلا نیت ثواب صدقہ کرنا چاہتا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر سود کی رقم اکاؤنٹ میں آچکی ہے اس طور پر کہ اگر کھاتہ دار نکالنا چاہے تو بلا رکاوٹ کے نکال سکتا ہے اس صورت میں گویا اس سودی رقم پر اس کا قبضہ ہو چکا ہے؛ اس لیے بلا نکالے بھی وہ رقم صدقہ کرسکتا ہے ہاں اگر فکس ڈپازٹ کرایا ہے اور ابھی اصل رقم بھی نہیں نکال سکتا ہے تو اس فکس ڈپازٹ کی بنا پر جو سود ملنے والا ہے جب تک اصل رقم کے ساتھ سودی رقم پر قبضہ نہ ہو جائے اس وقت تک صدقہ کرنا درست نہیں ہے؛ اس لیے کہ جب تک انٹرسٹ کی رقم پر قبضہ نہیں ہو جاتا ہے اس وقت تک اس متعین رقم کا تصدق واجب نہیں ہوتا ہے اب اگر نکالنے سے پہلے تصدق کردے تو واجب ہونے سے پہلے تصدق کرنا لازم آئے گا جو کہ درست نہیں ہے اس لیے جب انٹرسٹ کی رقم اکاؤنٹ میں اس طرح منتقل ہو جائے کہ اکاؤنٹ ہولڈر اس کو نکال سکتا ہے تب تصدق کرے، اسی طرح جس کو صدقہ کرنا ہے اس کے اکاؤنٹ میں آن لائن ٹرانسفر کردے تو بھی تصدق درست ہو جائے گا۔

انٹرسٹ کی رقم سے بچوں کی فیس ادا کرنا : بینک انٹرسٹ کی رقم کا حکم بلا نیت ثواب تصدق ہے؛ اس لیے اگر بچے کے والدین غریب مستحق زکوۃ ہوں تو ان کے بچوں کو بھی یہ رقم بلا نیت ثواب دی جاسکتی ہے جس سے وہ اپنے اسکول کی فیس ادا کریں اسی طرح اگر انٹرسٹ کا حامل شخص خود ہی فیس وصول کردے تو بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے، جس طرح زکوۃ میں رقم دینے کے بجائے کوئی سامان خرید کردے دے تو بھی زکوۃ ادا ہو جاتی ہے لیکن بہتر ہے کہ خود فیس ادا نہ کرے؛ بلکہ بچوں کو دے دے تاکہ بچے یا ان کے ماں باپ اپنے طور پر فیس ادا کردیں اس لیے کہ خود فیس ادا کرنے میں کسی حد تک سودی رقم کو استعمال کرنا لازم آتا ہے۔ اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ مال دے کر اپنا ذمہ فارغ کرلے۔

انکم ٹیکس اور ویٹ ٹیکس میں انٹرسٹ کی رقم دینا: بینک انٹرسٹ کا حکم ماقبل میں ذکر کردیا گیا ہے کہ بلا نیت ثواب صدقہ کرنا ضروری ہے اپنے کسی مصرف میں استعمال میں لانا جائز نہیں ہے؛ اسی لیے حکومت کی طرف جن چیزوں کا فائدہ براہ راست صارف کو ملتا ہے اور اس پر حکومت کی طرف سے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اس طرح کے ٹیکس میں بینک انٹرسٹ کی رقم لگانا جائز نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ اس صورت میں خود سود سے فائدہ اٹھانا لازم آئے گا جیسے ہاؤس ٹیکس، یا واٹر ٹیکس وغیرہ البتہ غیر شرعی سرکاری اور غیر واجبی ٹیکس میں انٹرسٹ کی رقم دینا جائز ہے اور غیر شرعی کا معیار یہ ہے کہ ایسا ٹیکس جس کی بظاہر کوئی منفعت ہم کو حاصل نہ ہو رہی ہو مثلا انکم ٹیکس، سیل ٹیکس ویٹ ٹیکس وغیرہ اس میں بینک انٹرسٹ دینا جائز ہے (الرباء، مولانا عبید اللہ اسعدی، ص: 287) یہاں پر ایک فرق کرنا ضروری ہے کہ اس طرح کے ٹیکس میں انٹرسٹ کی وہی رقم دے سکتے ہیں جو سرکاری بینکوں سے حاصل ہوں؛ اس لیے کہ اس صورت میں مالک کو رقم واپس کرکے اپنے ذمہ کو بری کرنا لازم آئے گا یعنی اس صورت میں سرکار کا پیسہ سرکار کو ادا کرکے آدمی حرام مال سے اپنا دامن بچاتا ہے؛ اس لیے یہ صورت جائز ہے لیکن اگر پراویٹ بینک کا سود ہو تو اس صورت میں ان ٹیکسوں میں یہ رقم نہیں دے سکتے ہیں؛ اس لیے کہ یہاں پر مالک کو واپس کرنا لازم نہیں آرہا ہے؛ بلکہ اپنے کسی مفاد کے لیے غیر مالک کو دینا لازم آرہا ہے جو جائز نہیں ہے۔ البتہ آج کل یہ موضوع حل طلب ہوگیا ہے اس لیے کہ مکمل طور بینک پراویٹ نہیں ہوتے ہیں؛ بلکہ اس میں حکومت کا شیئر بھی ہوتا ہے اس لیے یہ ایک دشوار موضوع بن جاتا ہے ایسی صورت میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غلبہ کا اعتبار کرلیا جائے اگر حکومت کے شیئر زیادہ ہیں تو اس صورت میں ایسے بینکوں کو یہ رقم دینا جائز ہوگا لیکن اگر زیادہ شیئر پراویٹ ہے تو پھر ان بینکوں کی انٹرسٹ کو مذکورہ ٹیکسوں میں دینا جائز نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں مفتی نظام الدین صاحب لکھتے ہیں: پہلے چند فقہی ضابطے نقل کردیے جاتے ہیں انہی سے جواب خود بخود متفرع ہو جائے گا۔

(1) والحاصل أنه علم ارباب الاموال وجب رده عليهم و الا فان علم عين الحرام لا يحل له و يتصدق به بنية صاحبه (شامی 4/130) (2) وشمل الرد حكما لما فى جامع الفصولين: وضع المغصوب بين يدى مالكه و ان لم يوجد حقيقة القبض (شامی 5/116) (3) غصب دراهم انسان من كيسه ثم ردهافيه بلا علم برى و كذا لو سلمه اليه بجهة أخرى كهبة أو ابداع أو شراء و كذا لو أطعمه فأكله (شامی 5/116) (4) ويردونها (اى الاموال الخبيثة) على أربابها ان عرفوهم و الا تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذر الرد على صاحبه (شامی 5/247)

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ اسٹیٹ بینک یا مرکزی حکومت کے اور جتنے بینک ہیں ان سے سود کی جو رقم ملے اس کو اگر مرکزی حکومت کے کسی غیر شرعی ٹیکس میں دے دے تو ذمہ بری ہو جائے گا جیسے انکم ٹیکس وغیرہ اور اگر مرکزی حکومت کے ٹیکس کے علاوہ صوبائی یا میونسپل بورڈ وغیرہ کے کسی مقامی یا نجی غیر شرعی ٹیکس وغیرہ دیدیا جائے تو ذمہ بری نہ ہوگا؛ بلکہ ایسی صورت میں اس کے وبال سے بچنے کی نیت سے غرباء ومساکین پر تصدق کردینا لازم ہوگا۔ تصدق بغیر نیت ثواب کے علاوہ کہیں اور کام میں خرچ کردینا درست نہ ہوگا (منتخبات نظام الفتاوی: 3/128)

جی ایس ٹی میں بینک انٹرسٹ کی رقم لگانا: آج کل حکومت ہر چیز پر جی ایس ٹی اٹھارہ فیصد وصول کرتی ہے جو غیر شرعی ہے اور غیر واجبی ہے اس لیے کہ ہر خام مال پر جو حکومت ٹیکس وصول کرتی ہے وہ علحدہ ہے پھر جب مال تیار ہو کر مارکٹ میں آجاتا ہے تو دوبارہ اس پر جی ایس ٹی کے نام سے رقم وصول کرتی ہے جس کی وجہ سے عام گاہک پر اس کا سیدھا بوجھ پڑتا ہے، کیوں کہ مال تیار کرنے والا جو حکومت کو مال پر جی ایس ٹی دیتا ہے وہ تاجروں سے وصول کرلیتا ہے پھر تاجر حضرات جو مال بیچنے پر جی ایس ٹی دیتے ہیں وہ گاہک سے لے لیتے ہیں اس طرح مال بنانے والے اور مال بیچنے والے پر اس کا اثر نہیں پڑتا ہے؛ بلکہ ان کو جی ایس ٹی ریٹرن کے نام پر مزید فائدہ بھی ہو جاتا ہے اس کا اصل بوجھ استعمال کرنے والے صارفین پر پڑتا ہے اس لیے اگر کوئی صارف کوئی سامان خریدے اور کمپنی کی طرف سے اس کو صراحت کردی جائے یا بل پر لکھ دیا جائے کہ یہ مال اتنے کا ہے اور اس پر اتنا جی ایس ٹی ہے تو صارف اس میں بھی بینک انٹرسٹ کی رقم دے سکتا ہے اس لیے کہ حکومت کا پیسہ حکومت کو پہونچ گیا اور صارف کا ذمہ بھی بری ہوگیا تو جس طرح انکم ٹیکس میں اس کے غیر شرعی ہونے کی وجہ سے انٹرسٹ کا پیسہ دینا جائز ہے اسی طرح جی ایس ٹی کے غیر شرعی ہونے کی وجہ سے اس میں انٹرسٹ کا پیسہ دینا جائز ہے۔

انٹرسٹ کی رقم کو بینک کے کاموں میں استعمال کرنا : بینک کی طرف سے بعض مرتبہ بینک کے کاموں پر چارج لیا جاتا ہے مثلا ڈی ڈی بنانے پر چارج وصول کیا جاتا ہے، اسی طرح آن لائن ٹرانزکشن پر کچھ رقم وصول کی جاتی ہے، یا اے ٹی ایم کے استعمال کی ایک حد ہوتی ہے کہ ماہانہ تین مرتبہ فری پیسے نکال سکتے ہیں اس کے بعد پیسے نکالنے پر ہر مرتبہ کچھ چارج دینا ہوگا اس طرح کے کاموں میں انٹرسٹ کی رقم کا استعمال کرنا درست نہیں ہے اس لیے کہ یہ چارجیز غیر واجبی نہیں ہیں اس لیے اس میں انٹرسٹ کی رقم دینا درست نہیں ہوگا (فتوی دار الافتاء دار العلوم دیوبند، فتوی نمبر: 161229) ہاں بعض بینکوں کی طرف سے قید ہوتی ہے کہ ہر وقت اکاؤنٹ میں مثلا پانچ ہزار یا دس ہزار رکھنے ہوں گے اس میں کمی ہو جائے تو چارج وصول کیا جاتا ہے اس میں بظاہر انٹرسٹ کی رقم دینا جائز ہے اس لیے کہ اپنے پیسے کو رکھنے کے لیے پیسے کی کسی خاص مقدار کو لازم وضروری قرار دینا بظاہر غیر واجبی عمل ہے جس میں انٹرسٹ کی رقم دینے کی گنجائش ہے۔

انٹرسٹ کی رقم بینک کے سود میں دینا : اگر کسی کا بینک میں سیونگ اکاؤنٹ ہو اور اس کو اس پر سود مل رہا ہو اور اس نے بینک سے لون لیا ہے یا اس پر کسی دوسرے بینک کا سود آیا ہوا ہے تو اس کے لیے اس سود میں انٹرسٹ کی رقم دینا جائز ہے؛ اس لیے کہ سرکار کا پیسہ سرکار کو واپس کیا جارہا ہے اس لیے مال حرام کا جو حکم ہے کہ مالک کو واپس کردیا جائے اس حکم پر عمل ہو رہا ہے لیکن جان بوجھ کر بلا کسی شدید عذر کے بینک سے سودی قرض لینا یہ حرام ہے اور ایسا کرنے والا سود لینے کی لعنت و ملامت کا مرتکب ہوگا۔ منتخباب نظام الفتاوی میں ہے: دوسرے یہ کہ یہ سود مرکزی حکومت سے ملتا ہے اور یہ بینک سے قرض لے کر جو سود دینا ہوتا ہے وہ بینک کو دینا ہوتا ہے اور بینک بھی مرکزی حکومت کا ہوتا ہے اور ہر حرام مال کا شرعی حکم یہ ہے کہ جہاں سے ملا ہو وہاں واپس کر سکے تو واپس کردے پس اس قاعدہ شرعی کے تحت جو رقم سود کے نام پر سینٹرل گورنمنٹ سے ملی تھی اس کو بینک کے سود کے نام سے اگر چہ دیا مگر اصل میں جہاں کی وہ رقم تھی وہاں ہی پہونچادی اس لیے یہ صورت شرعا گنجائش رکھے گی۔ (منتخبات نظام الفتاوی، 3/106)

اخبار جہاں | محمد عادل فریدی | تعلیم و روزگار

دنیا کی نصف سے زائد جھیلیں خشک ہورہی ہیں

محققین کا کہنا ہے کہ گلوبل وارمنگ اور انسانوں کے استعمال کی وجہ سے دنیا بھر کی جھیلوں میں پانی کم ہوتا جا رہا ہے۔ جمعرات کو شائع ہونے والی ایک نئی تحقیق کے مطابق دنیا کی نصف سے زائد جھیلیں سکڑ گئی ہیں۔ ایک بین الاقوامی تحقیقاتی ٹیم نے اپنی تحقیق کے نتائج کو جریدہ 'سائنس' میں شائع کیا ہے۔ اس تحقیقات میں پایا گیا کہ گلوبل وارمنگ اور انسانوں کی بلا روک ٹوک سرگرمیاں دنیا بھر میں جھیلوں کے خشکی سے دوچار ہونے کی اہم وجہ ہے۔ زمین کا تقریباً 87 فیصد میٹھا پانی قدرتی جھیلوں اور آبی ذخائر میں پایا جاتا ہے جب کہ زیر زمین کا صرف تین فیصد پانی میٹھا ہوتا ہے۔ رپورٹ میں پانی کے نظم ونسق کے سلسلے میں مناسب حل تلاش کرنے کی ضرورت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ماہرین پر مشتمل ٹیم کا کہنا ہے کہ دنیا کے میٹھے پانی کے کچھ اہم ذرائع میں تقریباً تین دہائیوں سے سالانہ لگ بھگ 22 گیگا ٹن کی مجموعی شرح سے پانی ختم ہوتا جا رہا ہے، اس میں آدھے سے زیادہ کمی یا ختم ہونے کی بنیادی وجہ انسانوں کے ذریعہ اس کا استعمال یا آب وہوا میں گرمی میں اضافہ ہے۔ تحقیقاتی ٹیم نے دنیا کی تقریباً 2000 جھیلوں اور دیگر آبی ذخائر میں پانی کی سطح میں تبدیلی کی پیمائش کی اور اس کے لیے 1992 اور 2020 کے درمیان یکجا کیے گئے سیٹلائٹ پر مبنی اعداد وشمار کا استعمال کیا۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کے نتائج سے بچنے کے لیے گلوبل وارمنگ کو 1.5 ڈگری سیلسیئس تک محدود رکھنا ضروری ہے۔ خیال رہے کہ دنیا اس وقت تقریباً 1.1 ڈگری سیلسیئس کی شرح سے گرم ہورہی ہے۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

G-7 اجلاس: روس پر مزید پابندیاں عائد ہونے کا امکان

دنیا کی سات بڑی معیشتوں (جی سیون ممالک) کا تین روزہ اجلاس 19 مئی سے جاپان کے شہر ہیروشیما میں شروع ہو رہا ہے جس میں روس کو یوکرین کے خلاف جنگ ختم کرنے پر مجبور کرنے کے لیے اس کے خلاف مزید پابندیاں عائد کیے جانے کا قوی امکان ہے۔ جی سیون ممالک میں امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، فرانس، جرمنی، اٹلی اور جاپان شامل ہیں۔ واضح رہے کہ امریکہ اور یورپی یونین نے روس کے خلاف پہلے ہی سخت ترین پابندیاں عائد کر رکھی ہیں مگر ماہرین کا کہنا ہے کہ موجودہ پابندیوں کو بالخصوص تیل اور توانائی کے شعبے میں مزید سخت کیا جائے گا۔ عالمی ذرائع ابلاغ کے مطابق یورپی یونین ان کمپنیوں کو سزا دینے پر غور کر رہی ہے جو کسی نہ کسی طرح روس پر عائد پابندیوں کا اثر کم کرنے میں معاونت کر رہی ہیں۔ فنانشل ٹائمز میں شائع شدہ ایک انٹرویو میں یورپی یونین کے پالیسی چیف جوزف بورل نے کہا ہے کہ یورپی یونین کو تیل کی ان بھارتی مصنوعات کی درآمدات پر بھی پابندی لگا دینی چاہیے جو بھارت روس سے تیل امپورٹ کر کے بنا رہا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ روس پر یورپی اور امریکی پابندیوں کا وہ اثر نہیں ہوا جس کی مغربی ممالک توقع کر رہے تھے۔ 2022 میں پابندیوں کے باوجود روسی معیشت کے حجم میں صرف 2.1 فیصد کمی آئی۔ اگرچہ جی سیون ممالک سے روسی تجارت برائے نام رہ گئی ہے مگر چین، بھارت اور ترکی کی روسی کوئلے، تیل اور گیس کی درآمدات کئی گنا بڑھ گئی ہیں جس کی وجہ سے مغرب کی پابندیوں کا روسی معیشت پر کچھ زیادہ اثر نہیں ہوا۔ عالمی میڈیا کے مطابق روس پر پابندیاں مزید سخت کرنے کے حوالے سے جی سیون ممالک میں اختلافات پائے جانے کے اشارے بھی مل رہے ہیں۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

مانو میں فوقانیہ کی بنیاد پر ڈپلومہ انجینئرنگ میں داخلہ کی منظوری

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (مانو) حیدرآباد نے بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے درجہ فوقانیہ (میٹرک) کی سند کو ڈپلومہ انجینئرنگ/ پالی ٹکنک کے لئے منظوری دے دی ہے۔ ڈاکٹر محمد نور اسلام کنٹرولر آف اکزامنیشن مدرسہ بورڈ نے بتایا کہ فوقانیہ کی بنیاد پر بہار بورڈ کے طلبا وطالبات کو مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے پالی ٹکنک ڈپلومہ کورس میں داخلہ کی منظوری بہار بورڈ کے طلبہ کے لئے سنہرا موقع ہے، جس کا انہیں فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اس کے لئے داخلہ کی کارروائی شروع ہوچکی ہے جس کی آخری تاریخ 28 مئی ہے۔ (پریس رپورٹ)

مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر کا انتخاب 3-4 جون کو

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نئے صدر کا انتخاب 3 اور 4 جون کو مدھیہ پردیش کی راجدھانی اندور کے مدرسہ اسلامیہ بنجاری کے احاطہ میں ہوگا۔ واضح ہو کہ بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے انتقال کے بعد یہ عہدہ خالی ہوگیا ہے۔ صدر کے علاوہ دو نائب صدور کے ناموں کا بھی فیصلہ بورڈ کی میٹنگ میں کیا جائے گا۔ میٹنگ میں بورڈ کے تمام ممبران کو مدعو کیا گیا ہے، واضح ہو کہ بورڈ کی مجلس عمومی میں 251 ممبران ہیں ان میں 30 خواتین بھی شامل ہیں۔ بورڈ کے ضابطے کے مطابق اگر صدر کا انتقال ہوجاتا ہے تو اس صورت میں فوراً انتخاب کرایا جاتا ہے۔ (ایجنسی)

امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں

سول انجینئر کی ضرورت

امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کے پروجیکٹ مینجمنٹ آفس میں تعمیراتی کاموں مثلاً نقشہ بنانے، نقشہ پاس کرانے، اسٹیمٹ تیار کرنے اور سائٹ وزٹ وغیرہ تمام ضروری امور کی انجام دہی کیلیے ایک تجربہ کار سول انجینئر کی ضرورت ہے، جو آٹو کیڈ پر نقشہ بنانے اور تعمیراتی کاموں کا تجربہ رکھتے ہوں۔

خواہش مند حضرات اپنی سی وی (C.V.) اسناد اور اکسپرئینس سرٹیفکٹ کی کاپی کے ساتھ پروجیکٹ مینجمنٹ آفس امارت شرعیہ کے پتہ پر بذریعہ ڈاک یا دستی 25 مئی 2023 تک بھیج دیں، یا پروجیکٹ مینجمنٹ آفس کے ای میل ایڈریس naebameereshariat@gmail.com پر میل کردیں۔

سی وی سلیکشن کے بعد انٹرویو کی خبر فون کے ذریعہ دے دی جائے گی، امیدوار کو بی ٹیک (سول انجینئرنگ) کے ساتھ کم از کم دو سال کا تجربہ یا ڈپلوما (سول انجینئرنگ) کے ساتھ تین سال کا تجربہ ہونا چاہئے۔ تنخواہ آپسی بات چیت کی بنیاد پر طے کی جائے گی۔ مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل نمبرات پر رابطہ کریں۔

7870644541، 7320818304

من جانب:

پروجیکٹ مینجمنٹ آفس، امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ-801505

جناب ایڈووکیٹ ظفریاب جیلانی کے انتقال پر ملک ایک دردمند ماہر قانون سے محروم ہوگیا: حضرت امیر شریعت

حضرت امیر شریعت کی صدارت میں امارت شرعیہ میں تعزیتی نشست، ذمہ داران و کارکنان امارت شرعیہ کا اظہار غم

ملک کے ممتاز ماہر قانون، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری جناب ظفریاب جیلانی صاحب ایڈووکیٹ کے سانحہ ارتحال پر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں ایک تعزیتی نشست امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس تعزیتی نشست سے حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ مرحوم بڑی خوبیوں اور صلاحیتوں کے حامل قانون داں تھے، انہوں نے وقت اور صلاحیت کے ایک ایک حصہ کا صحیح استعمال کیا اور اپنی سیرت وکردار کے خوشگوار نقوش چھوڑ گئے۔ اور یہ پیغام دے گئے کہ محنت وصلاحیت سے انسان ترقی کی منزلیں طے کرسکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی ان خوبیوں کو اپنانا چاہئے۔ انہوں نے جناب ظفریاب جیلانی کے انتقال کو نہ صرف بورڈ بلکہ پورے ملک کیلیے عظیم خسارہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کی قانونی مہارت مسلم تھی اور وہ بورڈ کے لیگل سیل کے کلیدی عہدے داروں میں تھے وہ اسلامی فکر کے حامل ایک اچھے وکیل تھے۔ اس وقت بورڈ کو خاص کر لیگل سیل کو ان کی بہت ضرورت تھی، ان کی کمی کو پورا کرنا آسان نہیں ہے کیوں کہ اچھے وکیلوں کا ملنا آسان نہیں ہے اور اگر ملتے بھی ہیں تو اسلامی فکر کے حامل وکیلوں کی بہت کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی کمی پوری کردے اور بورڈ کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نے کہا کہ محترم جیلانی صاحب سے 2008 سے شناسائی رہی ہے، وہ قانون اور عصری علوم میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی فکر کے بہت بڑے علم بردار تھے، بلاشبہ ان کے وصال سے ایک بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔ قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنی تمہیدی گفتگو میں کہا کہ مرحوم کا امارت شرعیہ اور یہاں کے اکابر سے بڑا گہرا عقیدت مندانہ تعلق تھا، اور اس نسبت سے کئی مرتبہ امارت شرعیہ بھی تشریف لائے اور یہاں کے طریقہ کار کو دیکھ کر دلی مسرت کا اظہار کیا۔ وہ حضرت امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی علیہ الرحمہ ودیگر اکابر بورڈ سے بہت قریب رہے اور سب کا اعتماد ان کو حاصل رہا۔ قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ وہ امارت شرعیہ کے نظام قضاء سے بہت متاثر تھے۔ بعض ایسے مواقع بھی سامنے آئے، جن میں ان سے اہم قانونی نکات پر تبادلہ خیال کا موقع ملا اور انہوں نے نظام قضاء پر قیمتی مشورے دیے۔ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کی میٹنگوں میں ان سے ملاقات ہوتی تھی، وہ بڑے ہی ملنسار، وضع دار اور ملک کے قانون پر گہری نگاہ رکھنے والے نکتہ رس قانون داں تھے۔ جناب مولانا مفتی محمد وصی احمد قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت نے کہا کہ بورڈ کے اجلاسوں میں ان سے برابر گفت وشنید کا موقع ملا، بلاشبہ وہ نہایت خوش اخلاق، منکسر المزاج، متواضع انسان تھے۔ بہت ہی بچے تلے انداز میں اپنی رائے رکھتے، جس میں وزن بھی ہوتا اور دلائل بھی ہوتے۔ ان کی حق گوئی اور فہم و فراست کی وجہ سے ہی تمام اکابر ان پر اعتماد کرتے تھے۔ مولانا رضوان احمد ندوی معاون مدیر ہفتہ وار نقیب نے کہا کہ مرحوم سے عرصہ تیس بتیس سالوں سے رفاقت رہی ہے، اللہ نیان کو ذہن رسا اور ملکی قوانین پر گہری بصیرت عطا کی تھی، وہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری اور بورڈ کی مختلف کمیٹیوں خاص کر لیگل کمیٹی کے سرگرم ممبر تھے۔ وہ میٹنگوں میں ماضی کی کارکردگی رپورٹ بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کرتے، جنہیں لوگ پورے اعتماد کے ساتھ سماعت کرتے اور داد تحسین دیتے، بابری مسجد مقدمے میں ان کی خدمات اور الہٰ آباد اور سپریم کورٹ میں مقدمہ کی پیروی کے دوران ان کی فکرمندی اور جدوجہد ناقابل فراموش ہے۔ عدالتوں میں مسلم پرسنل لا کے خلاف جتنے مقدمے چل رہے ہیں چاہے وہ کیرالہ ہائی کورٹ میں ہو، کلکتہ ہائی کورٹ میں ہو الہٰ آباد ہائی کورٹ میں ہو یا سپریم کورٹ میں ان تمام مقدموں میں لیگل کمیٹی کے مشورے سے مضبوط وکالت کرتے رہے۔ جن میں اکثر مقامات پر بورڈ کو کامیابی ملی۔ یقیناً ملک ایک مدبر اور نامور قانون داں سے محروم ہوگیا، اللہ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

واضح ہو کہ جناب ظفریاب جیلانی ادھر چند سالوں سے صاحب فراش تھے، دوا وعلاج جاری تھا، مگر تدبیر پر تقدیر غالب رہی اور 17 مئی کو دوپہر تقریباً 12 بجے اپنے آبائی شہر لکھنؤ میں رب ذوالجلال سے جا ملے، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں جنازہ کی نماز ادا کی گئی اور عیش باغ قبرستان لکھنؤ میں تدفین عمل میں آئی، اس تعزیتی نشست میں جناب حاجی اسماعیل صاحب کولکاتا اور حضرت مفتی سعید احمد پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بہو اور پوتے کے سڑک حادثہ میں جاں بحق ہونے پر بھی اظہار تعزیت کیا گیا، آخر میں حضرت امیر شریعت نے تمام مرحومین کی مغفرت اور حادثہ میں زخمی افراد کے جلد شفایاب ہونے کی دعا کرائی۔ اس نشست میں جناب مولانا شہاب الدین ازہری ندوی کارگزار مہتمم مدرسہ رحمانیہ سوپول، جناب مولانا اعجاز احمد صاحب سابق چیئرمین بہار ریاستی مدرسہ بورڈ، مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی نائب مفتی، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی نائب قاضی، مولانا مطیع الرحمٰن سمشی، مولانا محمد ارشد رحمانی آفس سکریٹری، مولانا محمد ابوالکلام سمشی معاون ناظم، حافظ احتشام رحمانی رکن شوریٰ امارت شرعیہ، مولانا منہاج عالم ندوی، مولانا محمد عادل فریدی قاسمی کے علاوہ امارت شرعیہ کے دیگر ذمہ داران وکارکنان شریک تھے۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

حفاظ کرام، ان کے والدین اور اساتذہ سبھی مبارک باد کے مستحق: حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ میں جلسہ دستار بندی حفاظ اور تقسیم انعامات کے موقع پر علماء و دانشوران کا خطاب

امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں امارت شرعیہ کے شعبہ تحفیظ القرآن کے فارغین حفاظ کرام کی دستار بندی کا اجلاس 14 مئی 2023 بروز اتوار بعد نماز مغرب مرکزی دفتر امارت شرعیہ میں منعقد ہوا۔ اپنے صدارتی خطاب میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے تمام حفاظ کرام کو، ان کے والدین کو اور ان کے اساتذہ کرام کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ حفاظ کرام اس اعتبار سے قابل مبارک باد ہیں کہ انہوں نے پوری محنت اور لگن کے ساتھ قرآن کریم کو اپنے سینے میں محفوظ کیا، ان کے والدین نے انہیں قرآن کریم کے حفظ کے لیے مدرسہ میں بھیجا اور ان کی جدائی کو برداشت کیا، اور اساتذہ کرام نے محنت اور جدو جہد کے ساتھ ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری اٹھائی، اس لیے سب لوگ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ آپ نے کہا کہ قرآن کریم سے وابستگی ہی ایمان والوں کے تمام مسائل کا حل ہے، آپ نے لوگوں سے قرآن کریم کا فہم پیدا کرنے اور اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے کی اپیل کی۔ آپ نے لوگوں کو اپنے اندر صبر و تحمل پیدا کرنے، افسردگی اور قنوطیت کی نفسیات سے نکلنے اور اپنے اندر اسلامی اخوف و محبت پیدا کرنے کی بھی ترغیب دی۔

اس اجلاس میں شعبہ تحفیظ القرآن سے فارغ ہونے والے 14 حفاظ کرام کی دستار بندی حضرت امیر شریعت اور دیگر علماء کرام کے ہاتھوں عمل میں آئی جن کے نام یہ ہیں؛ (۱) حافظ محمد شاہد ولد جناب محمد علی صاحب نیا ٹولہ (۲) حافظ امن عالم ولد جناب محمد عقیل صاحب سیدانہ محلّہ (۳) حافظ اظہر شہزادہ ولد مولانا محمد ارشد رحمانی آفس سکریٹری امارت شرعیہ (۴) حافظ علی اکبر ولد جناب الحاج سید ناظر جمال صاحب فیڈرل کالونی (۵) حافظ حفظ الرحمٰن ولد جناب ارشاد عالم صاحب گڑھوا بازار مغربی چمپارن (۶) حافظ سعید الرحمٰن ولد مولانا امتیاز احمد قاسمی معاون قاضی امارت شرعیہ (۷) حافظ محمد عارف ولد جناب نوشاد عالم صاحب باؤلی محلّہ (۸) حافظ محمد ریان ولد جناب ضیاء الدین صاحب باؤلی محلّہ (۹) حافظ محمد عامر ولد جناب سلطان احمد صاحب باؤلی محلّہ (۱۰) حافظ فیض الرحمٰن ولد قاری مجیب الرحمٰن صاحب باؤلی محلّہ (۱۱) حافظ سلیمان ولد جناب محمد قیصر رحمانی صاحب عیسیٰ پور فیڈرل کالونی (۱۲) حافظ فخر الزماں ولد شمس الضحیٰ صاحب بھوگاڑی مغربی چمپارن (۱۳) حافظ فیض الرحمٰن ولد قاری مجیب الرحمٰن صاحب باؤلی محلّہ (۱۴) حافظ جزاء اشرف ولد جناب کمال اشرف صاحب کچہری محلّہ، اس کے علاوہ المعہد العالی، دار العلوم الاسلامیہ اور تربیت قضاء کے سالانہ امتحان میں اول، دوم اور سول پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو بھی انعام سے نوازا گیا۔ محمد ابو ذر کٹیہاری (دورہ حدیث)، اسجد اللہ نعیمی ارریہ (عربی ہفتم)، محمد زعیم الحق پورنیہ (عربی ششم)، محمد اسماعیل مدھوبنی (عربی پنجم)، محمد عمار حسن فریدی سمستی پور (عربی چہارم)، وزیر احمد سمستی پور (عربی سوم)، احمد اللہ جہان آباد (عربی دوم)، انس اعظم دربھنگہ (عربی اول)، محمد دلشاد پورنیہ (اعدادیہ) اور ابو حنیفہ محمد پورنیہ (درجہ حفظ)، محمد سفیان ولد جناب شمیم اختر صاحب (شعبہ تحفیظ القرآن) محمد اطہر (المعہد العالی سال اول)، ابو صالح (المعہد العالی سال دوم) نے اپنے اپنے درجہ میں اول پوزیشن حاصل کی۔ اس کے علاوہ مولانا محمد عمران (ترتیب اولیٰ) اور مولانا محمد ضیاء اللہ (ترتیب ثانیہ) نے تربیت قضاء کے شعبہ میں اول پوزیشن حاصل کی۔ جبکہ توقیر عالم بیگو سرائے (دورۂ حدیث)، محمد دانش دربھنگہ (عربی ہفتم)، عبید الرب دربھنگہ (عربی ششم)، محمد مناظر حسین پورنیہ (عربی پنجم)، ذیشان انور مظفر پور (عربی چہارم)، محمد وثیق الرحمٰن سہرسہ (عربی سوم) عمار رحمانی دربھنگہ (عربی دوم)، طلحہ فریدی سمستی پور (عربی اول)، صابر ریاض گیا (اعدادیہ)، محمد سلمان ارریہ (درجہ حفظ)، حفظ الرحمٰن ولد ارشاد عالم صاحب (شعبۂ تحفیظ القرآن) محمد صبغۃ اللہ (المعہد العالی سال اول) اور انس جعفر (المعہد العالی سال دوم) نے اپنے اپنے درجات میں دوم پوزیشن حاصل کی۔ اسی طرح تربیت قضا میں مولانا ثاقب انور نے دوم پوزیشن حاصل کی، وہیں محمد عثمان بھاگل پوری (دورۂ حدیث)، ریاض الدین پورنیہ (عربی ہفتم)، عبداللہ فہمی سیتا مڑھی (عربی ششم)، محمد حسنین گڈا (عربی پنجم)، محمد اسامہ بانکا (عربی چہارم)، فیصل عرفان ارول (عربی سوم)، محمد ثاقب جہان آباد (عربی دوم)، محمد راشد دربھنگہ (عربی اول)، عبد الباری ارریہ (درجہ اعدادیہ) محمد دل نواز ارریہ اور حفظ الرحمٰن سوپول (درجہ حفظ)، فیض الرحمٰن اور سیف الرحمٰن ولد قاری مجیب الرحمٰن صاحب استاذ شعبہ تحفیظ القرآن (شعبہ تحفیظ القرآن) محمد اوصاف (المعہد العالی سال اول)، محمد ابوذر (المعہد العالی سال دوم) نے اپنے اپنے درجہ میں سوم پوزیشن حاصل کی جبکہ تربیت قضا میں مولانا فضل اللہ رحمانی سوم پوزیشن کے حامل رہے۔ ان طلبہ کو بھی گراں قدر انعامات سے نوازا گیا۔

جلسہ دستار بندی کا آغاز جناب مولانا قاری نصیب الرحمٰن مبلغ امارت شرعیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، جبکہ مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری معاون قاضی امارت شرعیہ نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گلہائے عقیدت پیش کیا۔ اجلاس کی نظامت نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نے کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کی اہمیت و ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ سو سال سے ملت کی قیادت کا فریضہ انجام دے رہی ہے، یہ کوئی خیراتی ادارہ نہیں بلکہ اسلامی فکر کا نام ہے جو مسلمانوں کو اپنے پورے اسلامی وقار اور تہذیب و شناخت کے ساتھ جینے کا حوصلہ دیتی ہے۔ آپ نے موجودہ امیر شریعت کے دور میں امارت شرعیہ کے کاموں میں ہونے والی وسعت اور ترقی پر بھی روشنی ڈالی۔ قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کے مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کو تفصیل سے بیان کیا، خاص طور پر آپ نے امارت شرعیہ کے تعلیمی نظام کا ذکر کرتے ہوئے اس کو پورے ملک کے لیے مثالی قرار دیا اور دینی و عصری تعلیم کے فروغ کے سلسلہ میں امارت شرعیہ کی حصولیابیوں کا مفصل ذکر کیا۔ مولانا انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دار القضاء نے قرآن کریم کی فضیلت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہم اپنی نسبت اگر قرآن کریم سے مضبوط کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں گے۔ آپ نے لوگوں سے ہر مسجد میں قرآن کریم کی تعلیم کے لیے مکتب کا نظام قائم کرنے کی ترغیب بھی دی۔ مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی صاحب مفتی امارت شرعیہ نے امارت شرعیہ کی عظمت اور لوگوں کے دلوں میں امارت شرعیہ پر اعتماد اور قدر کو بیان کرتے ہوئے ہوئے کہا کہ پورے ملک کے لوگوں میں امارت شرعیہ کے تئیں اعتبار و اعتماد قائم ہے، یہی وجہ ہے کہ یہاں کے فیصلہ اور فتوے کو لوگ نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ اس کو سبھی پر فوقیت بھی دیتے ہیں۔ آپ نے دستار بندی کے اجلاس کی مناسبت سے قرآن کریم کی فضیلت پر بھی مختصر مگر جامع گفتگو کی۔ شعبۂ تحفیظ القرآن کے انچارج اور نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے شعبہ کی کارکردگی پر تفصیلی روشنی ڈالی اور بتایا کہ اس شعبہ سے اب تک 140 حفاظ کرام حفظ قرآن مکمل کر چکے ہیں، آپ نے بچوں کے گارجین سے اپیل کی کہ وہ اپنے بچوں کو وقت کا پابند بنائیں اور وقت پر پڑھنے کے لیے بھیجیں اور گھر میں بھی ان کی نگرانی کریں۔ نائب قاضی شریعت مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کے مختلف شعبہ جات کی کارکردگی بیان کی اور کہا کہ دینی و عصری تعلیم کے مختلف شعبوں میں امارت شرعیہ نے روشنی دکھانے اور چراغ جلانے کا کام کیا ہے، آج اس چراغ سے علم کے ہزاروں چراغ روشن ہیں۔ ان سب کا سہرا امارت شرعیہ کے سر جاتا ہے۔ مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت نے قرآن کریم کی عظمت اور فضیلت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اگر قرآن کریم کو اپنی زندگی میں نافذ کر لیں تو مشکل راہیں آسان ہو جائیں گی۔ آپ نے لوگوں سے اپیل کی کہ قرآن کریم اور دین کی تعلیم حاصل کرنے والوں کی قدر کریں ان کی تحقیر نہ کریں کیوں کہ حقیقت میں یہی امت کی قیادت کرنے والے اور ان کی دینی و ملی ضرورتوں کی تکمیل کرنے والے ہیں۔ مولانا سہیل احمد ندوی سکریٹری دار العلوم الاسلامیہ اور نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ حفظ قرآن سے بڑھ کر کوئی علم نہیں ہے۔ آپ نے لوگوں کو ترغیب دی کہ وہ اپنے بچوں کو دین کی تعلیم دلائیں۔ آپ نے دار العلوم الاسلامیہ کے تعلیمی و تربیتی نظام پر بھی روشنی ڈالی اور اساتذہ کی محنتوں کی ستائش کی۔ مولانا عبد الباسط ندوی نے قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی تلقین کی، آپ نے المعہد العالی کی کارکردگی بیان کرتے ہوئے اس کو ملک کا ممتاز اور اپنی نوعیت کا واحد ادارہ قرار دیا۔ ان کے علاوہ جاوید اقبال ایڈووکیٹ، مولانا ابو الکلام قاسمی شمسی، مولانا ڈاکٹر اعجاز احمد، مولانا ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی، ایم ایل سی ڈاکٹر خالد انور، سابق ایم ایل اظہار احمد، آفتاب عالم صاحب چیئرمین پھلواری شریف نگر پریشد، جناب ارشاد علی آزاد چیئرمین شیعہ وقف بورڈ پٹنہ، جناب ذاکر بلیغ ایڈووکیٹ، مولانا عظیم الدین رحمانی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور امارت شرعیہ کے کاموں اور اس کی خدمات کی تحسین و ستائش کی۔

آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔ اجلاس کو کامیاب بنانے میں تحفیظ القرآن کے استاذ قاری مجیب الرحمٰن، مولانا ابو الکلام شمسی معاون ناظم، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی دربھنگوی نائب قاضی، مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم، مولانا ارشد رحمانی، مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی نائب مفتی، مولانا سید محمد عادل فریدی، مولانا محمد نصیرا لدین مظاہری، مولانا صابر حسین قاسمی، جناب عرفان صاحب انچارج بیت المال، جناب امتیاز صاحب، جناب خبیب صاحب، مفتی محمد اسعد اللہ قاسمی، مولانا مجاہد الاسلام صاحب، مولانا شہنواز مظاہری اور مولانا مولانا عبداللہ جاوید ثاقبی کے علاوہ مبلغین و کارکنان امارت شرعیہ کی پوری ٹیم نے بہت ہی محنت اور جانفشانی کا مظاہرہ کیا۔

ایئرلائن اور حکومت کی لاپرواہی سے بہار اور جھارکھنڈ کے عازمین حج کو غیر معمولی پریشانیوں کا سامنا: حضرت امیر شریعت

وزارت شہری ہوابازی اور اقلیتی امور حکومت ہند کو خط لکھ کر عازمین حج کی پریشانیوں کو حل کرنے کا مطالبہ

بہار اور جھارکھنڈ کے عازمین حج کی فلائٹ کینسل ہونے اور اسکو کلکتہ شفٹ کیے جانے پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ بہار اور جھارکھنڈ کے عازمین ایرلائن اور حکومت کی لاپرواہی کی وجہ سے غیر معمولی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے وزیر برائے شہری ہوابازی مسٹر جیوتی رادتیہ سندھیا اور وزیر برائے اقلیتی امور حکومت ہند محترمہ اسمرتی زبین ایرانی کے ساتھ ساتھ سنٹرل حج کمیٹی آف انڈیا ممبئی کو خط لکھ کر حاجیوں کو ہو رہی غیر معمولی پریشانی کا فوری حل کرنے کا مطالبہ کیا ہے، خیال رہے کہ بہار کے عازمین حج کی فلائٹ گیا سے اور جھارکھنڈ کے عازمین حج کی فلائٹ رانچی سے طے تھی، لیکن گو ایر کے ٹینڈر منسوخ کرنے کی وجہ سے اب ان کی فلائٹ کو کولکاتا شفٹ کر دیا گیا ہے۔ اور گیا یا رانچی سے کولکاتا تک کے لیے کنکٹنگ فلائٹ کا بھی نظم نہیں کیا گیا ہے۔ جس سے حاجیوں کو بے پناہ پریشانیوں کا سامنا ہے۔ گیا کی فلائٹ 21 مئی سے طے تھی جواب ملتوی ہوگئی ہے، جس سے بہار کے تمام عازمین حج تشویش میں مبتلا ہیں۔ حضرت امیر شریعت نے متعلقہ وزارت کو لکھا ہے کہ تمام پروازیں اب کولکتہ سے کر دی گئی ہیں، جو عازمین خاص طور پر عمر دراز عازمین کے لیے کافی مشکل اور گراں بار رہے۔ حضرت امیر شریعت نے گیا سے جانے والے عازمین اور دیگر ریاستوں سے جانے والے عازمین سے لی جانے والی رقم کے غیر معمولی تفاوت پر بھی حکومت کو توجہ دلائی اور اس فرق کو کم کرنے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے لکھا کہ یہ بھی بہت زیادہ سنگین صورت حال ہے کہ جن حاجیوں کی پرواز گیا سے ہے، ان سے بنگلور، حیدرآباد اور ممبئی جیسے دیگر مقامات کے حاجیوں سے تقریباً ایک لاکھ روپئے زیادہ وصول کیے جاتے ہیں۔ آپ نے مطالبہ کیا کہ گیا اور رانچی کی فلائٹ اب کولکاتا سے ہوگئی ہے، اس کی وجہ سے حاجیوں کو جو دشواری ہوئی ہے، اس کو فوری طور پر دور کرنے کی ضرورت ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ گیا اور رانچی سے کولکاتا تک کے لیے کنکٹنگ فلائٹ کا نظم کیا جائے۔ ساتھ ہی گیا اور کولکاتا کے درمیان کرایہ کا جو تقریبا 24000 روپئے کا فرق ہے وہ بہار کے عازمین حج کو واپس کیا جائے۔

فکر امارت کو اصلاً زمین پر اتارنے والے حضرات مبلغین ہیں: حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ کے دعاۃ ومبلغین کا چھ روزہ تربیتی اجتماع بحسن وخوبی اختتام پذیر

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کے حکم وہدایت پر گذشتہ چھ دنوں سے متعلقہ چار ریاستوں بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے حضرات دعاۃ ومبلغین کا تربیتی اجتماع جاری تھا، جس کی آخری نشست پیغام ودعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی۔ واضح رہے کہ یہ تربیتی ورکشاپ اپنی نوعیت کا منفرد تھا، اس کے تمام فکری وعملی مضامین پہلے سے طے شدہ اور کئی مہینوں کے عرق ریزی کے نتیجہ میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی زیرنگرانی ماہر علماء ودانشوران کے ذریعہ تیار کرائے گئے تھے، موجودہ حالات، حضرات مبلغین کی ذات اور ملت اسلامیہ کی سماجی صورتحال اور ان کی شدید ضرورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ تربیتی اجتماع منعقد کیا گیا، سترہ مختلف عناوین اس پروگرام کا حصہ تھے، جن میں سے ہر موضوع نہایت اہمیت کا حامل تھا، ہر ایک پر ماہر ٹریزس اور بڑے علماء کرام نے تفصیل سے روشنی ڈالی، اس تربیتی اجتماع کی خصوصیت یہ رہی کہ اس میں جدید ٹیکنالوجی کا بھی استعمال کیا گیا، حضرت امیر شریعت مدظلہ نے تمام ٹریزس کو بنفس نفیس تربیت سے متعلق ضروری ہدایات دیں اور اس کے اغراض ومقاصد سے آگاہ فرمایا، دراصل حضرت امیر شریعت مسلمانوں کی موجودہ بگڑتی ہوئی صورتحال کے تئیں نہایت فکر مند ہیں، لہٰذا ان کی کوشش ہے کہ حضرات مبلغین کے ذریعہ ملت اسلامیہ میں دینی روح اور اسلامی فکر پیدا کی جائے، ان کے اندر کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت اور دینی شعور اور ایمان کی حقیقت کو اتارا جائے، تاکہ وہ اٹھنے والے نت نئے مسائل اور مختلف قسم کے فتنوں کا مقابلہ کر سکے۔ تربیتی اجتماع کے افتتاحی نشست میں امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران نے ہونے والے اس تربیتی اجتماع کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں: حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے ''موجودہ حالات اسلام کے پیغام کو گھر گھر پہونچانے کا بہترین موقع'' کے عنوان پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ وقت میں مسلمانوں کو بے دین اور ایمان وعقیدہ سے برگشتہ کرنے کے لئے جو اسلام مخالف عناصر کام کر رہے ہیں اور فتنۂ ارتداد کی لہر چل رہی ہے اس کے پیش نظر آپ علماء ومبلغین کا دعوتی فرض منصبی دوچند ہوگیا ہے۔ چند حقائق اور واقعات کا حوالہ دیکر بتایا کہ اگر آپ نے اپنے دعوتی عمل میں ذرہ برابر کوتاہی کی تو مسلمانوں کے طبقے کا طبقہ مرتد اور گمراہ ہو جائے گا، جس کی بابت کل بروز قیامت ہم تمام خدام دین وملت سے سوال ہوگا۔

جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب قائم مقام ناظم صاحب نے ''امارت شرعیہ کی خدمات اور حالیہ عزائم کا تعارف'' کے عنوان پر جامع گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ امارت شرعیہ جیسی تنظیم پورے ملک میں نہیں ہیں، اس کے نظام میں اجتماعیت اور کتاب وسنت کی فکری وعملی روح کارفرما ہے، آپ نے امارت شرعیہ کے عملی جدوجہد کو ریاست مدینہ اور خلافت راشدہ کا پرتو بتلایا، چار ریاستوں کی طویل آبادیوں میں شعبۂ دارالقضاء، شعبۂ دعوت وتبلیغ اور دیگر شعبے جات کے پھیلے ہوئے سلسلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ پورے ملک میں آپ ان کاموں کی مثال نہیں بتا سکتے، آگے انہوں نے امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات کی کامیاب کارکردگی اور اس کے حالیہ عزائم واہداف پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آپ امارت شرعیہ کی فکر کے امین ہیں، آپ پوری مضبوطی اور جرأت واستقلال کے ساتھ کام کریں، آپ میدان عمل میں جتنے مضبوط ہوں گے امارت شرعیہ کا کاز اتنا ہی مضبوطی سے آگے بڑھے گا۔ 'کلمہ طیبہ وکلمۂ شہادت کے معنی اور ان پر عمل کی راہیں'' کے عنوان پر نائب ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے ٹریننگ پیش کیں، اور اس موضوع سے متعلق مبلغین حضرات کے سامنے درج ذیل باتیں آئیں۔

(الف) کلمہ طیبہ وکلمہ شہادت کے صحیح تلفظ، معنیٰ کے فہم، اس کی تحلیل اور تذکر کی استعداد سے آراستہ ہونا (ب) عملی تطبیق کے طور پر اس بات کا یقین پیدا کرنا کہ مالک حقیقی اور قادر مطلق صرف ایک اللہ کی ذات ہے، وہی عبادت وبندگی کا مستحق ہے، ہر عمل صرف اسی کی رضامندی کے لئے کرنا اصل توحید اور حقیقی ایمان ہے، البتہ عمل کے اندر بحیثیت رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو اسوہ اور نمونہ بنانا عمل کی صحت ومقبولیت کے لئے لازم وضروری ہے۔ (ج) جس بندہ کے اندر ایک اللہ کے نافع وضار اور قادر مطلق ہونے کا یقین ہوگا وہ یقیناً اس اللہ کے علاوہ کسی کی طرف اپنا رخ نہیں کرسکتا اور اس کے علاوہ نہ کسی سے خوف کھا سکتا ہے اور نہ کسی قسم کی امید وابستہ کرسکتا ہے۔ (د) جو بندۂ مومن عمل کی راہ میں اسوۂ رسول کو سامنے رکھے گا وہ کبھی انحراف وگمرہی میں مبتلا نہیں ہوسکتا۔ جس کا مقصد مسلمانوں میں کلمہ کے معنی اور اس کا فہم اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی اہلیت پیدا کرنا تھا۔ اسی طرح مفتی صاحب نے اپنی دوسری نشست میں ''تنظیم، مقاصد، اہداف اور ترجیحات'' کے عنوان پر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس موضوع کے تحت مندرجہ ذیل باتیں سامنے آئیں: (الف) تنظیم نام ہے ایک یا چند مقاصد کے حصول کے لئے متعدد افراد یا جماعتوں کا متحد ومنظّم ہونا (ب) کسی بھی بڑے ہدف اور مقصد کے لئے بڑی قوت اور بڑے اثرات کی ضرورت ہوتی ہے، چنانچہ امارت شرعیہ کے عظیم نظام کی بقاء واستحکام کے لئے بھی شعبۂ تنظیم قائم ہوا۔ (ج) شعبۂ تنظیم کے ذریعہ مسلم آبادیوں کو تنظیمی ڈھانچہ سے جوڑا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ نظام امارت کو مستحکم رکھنے اور مسلمانوں تک امارت شرعیہ کے پیغام کو پہونچانے کی سعی ہوتی ہے (د) مستحکم تنظیم سے ہی مفید اثرات پیدا ہوسکتے ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ تنظیم کے عمل کو مستحکم بنایا جائے اور ترجیحی اہداف ومقاصد کو بروئے کار لانے کی محنت کی جائے۔

امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے مبلغین حضرات میں امارت شرعیہ کی فکر اور اس کے منہج کو اتارنے کے لئے امارت شرعیہ کیا ہے؟ اور اس سے وابستگی ضروری کیوں ہے، اس عنوان پر تفصیل سے اپنا مقالہ پیش کیا، اور اس کے مختلف شرعی جہتوں پر روشنی ڈالی۔ جناب مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب مفتی امارت شرعیہ نے اسلام میں زکوۃ کی اجتماعی نظام کی اہمیت اور نظام بیت المال امارت شرعیہ کی افادیت وجامعیت پر مفصل گفتگو فرمائی۔ اور اس سلسلہ میں زکوۃ کے مختلف پہلوؤں پر سوال وجواب کا سیشن بھی منعقد ہوا۔

جناب مولانا عبدالباسط ندوی صاحب سکریٹری المعہد العالی امارت شرعیہ نے ''جامع ونافع تعلیم کی ضرورت واہمیت'' پر گفتگو فرمائی اور اس موضوع کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ بنیادی طور پر علم کی تقسیم علم نافع اور علم غیر نافع ہے، اسلام علم نافع کی تعلیم کے حصول پر زور دیتا ہے، جامع اور نافع تعلیم سے مراد وہ سارے علوم ہیں جو دنیا وآخرت میں انسانوں کی فلاح وبہبود کے لئے کارآمد ہیں، آپ مبلغین حضرات امارت شرعیہ کی تعلیمی تحریک سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امارت شرعیہ دینی مکاتب سے لیکر عالمیت وفضیلت، افتاء وقضاء اور عصری علوم کے لئے اسکول اور کالج کا نظام چلا رہی ہے اور اس کے قیام کی دعوت بھی امت کے درمیان دیتی ہے۔ جناب مولانا احمد حسین قاسمی مدنی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ نے اللہ کی تعریف اس کے اسماء وصفات کے عنوان پر اپنی ٹریننگ پیش کی، آپ نے شروع میں ایمانیات کے مبادی اور اصول بیان کئے، اللہ کی ذات وصفات پر جامع گفتگو کی، لفظ اللہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ اللہ پاک کا ذاتی نام ہے، اس کے علاوہ سارے نام صفاتی ہیں، آپ نے مزید کہا کہ آج کے ارتداد والحاد اور پرفتن دور میں ایمان کی سلامتی کے لئے ضروری ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات وصفات کا ہر ایک مسلمان کو تفصیلی علم ہو، آپ مبلغین حضرات کو اس عنوان پر اس لئے تربیت دی جارہی ہے کہ آپ امارت شرعیہ جیسے دینی وشرعی تنظیم کے داعی اور مبلغ ہیں، آپ کے بیانات میں اللہ کی ذات وصفات کا تذکرہ شامل ہو، تاکہ امت کے کمزور ایمان کو طاقت وقوت ملے اور اس کا ایمان اللہ کی قدرت، اس کی بڑائی وکبریائی، اس کی عظمت وسطوت اور اس کی لازوال بادشاہی پر مضبوط ہو۔ جناب مولانا مفتی محمد وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ نے ''نشہ، جہیز وارتداد جیسی سماجی خرابیوں کے نقصانات اور ان کے انسداد کی تدبیریں'' کے عنوان پر بلیغ انداز میں روشنی ڈالی، حضرات مبلغین کو مسلم سماج سے ان برائیوں کے دور کرنے کے طریقہ کار پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ آج نوجوانوں کا بڑا طبقہ نشہ جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہے، مسلم بچیاں موبائل اور مخلوط نظام تعلیم اور گارجین کی لاپرواہی کی وجہ سے بڑے پیمانہ پر فتنۂ ارتداد کی شکار ہو رہی ہیں، آپ حضرات کو بحیثیت مبلغین امارت شرعیہ اس بات کا پابند کرتی ہے کہ سماج سے ان برائیوں کے خاتمہ کے لئے اپنی دعوتی محنت تیز سے تیز کردیں۔ اسی طرح تربیتی اجتماع کی مختلف نشستوں میں جناب عبدالوہاب صاحب سابق ای ڈی ایم نے ''ایف آئی آر کا قانونی پہلو، اہم دفعات اور آن لائن وآف لائن ایف آئی آر کا طریقہ'' اسی طرح ''اقلیتوں سے متعلق قوانین اور اقلیتوں کے سلسلہ میں سرکاری اسکیموں کی معلومات'' اور ''ہبہ، وقف، ہدیہ، رجسٹری اور ان سے متعلق قوانین اور مدارس ومساجد واوقاف کے تحفظ کی تدبیریں'' وغیرہ اہم اور بنیادی معلومات فراہم کیں۔ جناب فرحان صاحب مسوڑھی پٹنہ نے حالات کے پیش نظر حضرات مبلغین کو ''آدھار کارڈ، پین کارڈ، ودیگر ضروری کاغذات'' بنانے اور اصلاح کرنے سے متعلق جانکاری دی اور موصوف نے اس کا پریکٹیکل بھی پیش کیا۔ جناب مولانا رضوان احمد ندوی صاحب نے ''عصبیت، الحاد اور ریا انسانی کردار کو خراب کرنے والے گناہ'' کے موضوع پر گفتگو کی اور فرمایا کہ جب تک مسلم سماج سے عصبیت، الحاد اور ریا جیسی مخرب اخلاق بیماریاں دور نہیں کی جائیں گی اس وقت تک اس امت کی تعمیر ممکن نہیں، مزید آپ نے عصبیت، الحاد اور ریا کے بنیادی اسباب ووجوہات پر روشنی ڈالی اور اس کے دور کرنے کے طریقۂ کار کو بھی واضح کیا۔

اس تربیتی اجتماع کی خاص بات یہ رہی کہ جہاں اس میں ایک جانب دینی وفکری مضامین شامل تھے دوسری جانب سماج سے متعلق جڑے مسائل کی معلومات بھی مبلغین کو دی گئیں، اس کے پیش نظر جناب مولانا عادل فریدی قاسمی صاحب نے تربیتی اجتماع کی مختلف نشستوں میں ''اسمارٹ فون کا استعمال مثلاً واٹس ایپ، ٹیلی گرام، منی ٹرانسفر وموبائل بینکنگ کی جانکاری، کمپیوٹر کا استعمال: ژوم میٹنگ، ای میل، گوگل شیٹس وگوگل ڈاکس کی جانکاری اور ریلوے سے متعلق آن لائن معلومات کی فراہمی کا طریقہ'' بتایا اور ہر ایک موضوع سے متعلق عملی مشق کرایا انہوں نے اسمارٹ فون کے استعمال کے تعلق سے احتیاطی تدابیر بھی بتائیں خاص طور پر سائبر ٹھگی اور آن لائن فراڈ سے بچنے کے لیے اہم ٹپس دیے۔

اس چھ روزہ تربیتی پروگرام کو مرتب ومنظّم کرنے اور اس کے کامیاب انعقاد میں جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا احمد حسین قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا شہنواز عالم مظاہری آفس انچارج شعبہ تبلیغ وتنظیم، مولانا عبداللہ جاوید صاحب شعبہ تنظیم، مولانا عبدالقدوس صاحب مظاہری شعبہ تنظیم نے بہت ہی محنت اور جانفشانی کا مظاہرہ کیا۔ آخری دن مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی نصیحت آمیز گفتگو ہوئی، جس میں حضرت امیر شریعت نے تمام مبلغین کو کام کرنے کے رہنما اصول بتائے، ساتھ ہی آپ نے انہیں نصیحت کی کہ علاقہ میں آپ ہی امارت شرعیہ کا چہرہ اور امارت شرعیہ کے ترجمان ہیں، لوگ آپ سے ہی امارت شرعیہ کا اندازہ لگائیں گے، اس لیے اپنے قول وعمل اور اخلاق وکردار سے امارت شرعیہ کی عملی ترجمانی کریں تاکہ جو بھی آپ سے ملے وہ اپنے ذہن ودماغ میں امارت شرعیہ کی ایک صحیح اور مثبت تصویر بنائے اور اس کے اندر امارت شرعیہ کے تئیں عقیدت ومحبت پیدا ہو۔ آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اس چھ روزہ تربیت کا بحسن وخوبی اختتام ہوا۔

29 مئی کو مدھوپور، دیوگھر اور 30 مئی کو سنہولہ ہاٹ بھاگل پور میں دارالقضاء کا افتتاح

جناب مولانا محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء نے اپنے بیان میں کہا کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے تمام عائلی، معاشرتی وخاندانی مسائل کا تصفیہ شریعت اسلامی کے مطابق کرائیں، اسی دینی تقاضے کے پیش نظر امارت شرعیہ نے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال میں دارالقضاء کا نظام قائم کیا، الحمد للہ موجودہ امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ کی خصوصی توجہ سے دارالقضاء کے نظام میں بڑی وسعت ہوئی اور لگاتار اس میں اضافہ ہو رہا ہے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی مہدی کوٹھی، بیل پاڑہ، مدھوپور، ضلع دیوگھر، جھارکھنڈ اور مدرسہ سلیمانیہ سنہولہ ہاٹ ضلع بھاگل پور میں دارالقضاء کا قیام ہے۔ ان شاء اللہ 29 مئی 2023 کو مدھوپور اور 30 مئی 2023 کو سنہولہ ہاٹ میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی صدارت میں قیام دارالقضاء کے موقع پر عظیم الشان افتتاحی اجلاس منعقد ہوگا۔ حضرت امیر شریعت کے علاوہ نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی، نائب قاضی شریعت مولانا سہیل اختر قاسمی، مولانا محمد شاہد قاسمی قاضی شریعت دھنباد، مولانا نظام الدین قاسمی قاضی شریعت جامتاڑا، مولانا شمس الحق قاسمی قاضی شریعت گریڈیہہ، مولانا سعید اسعد قاسمی معاون قاضی شریعت آسنسول، مولانا غضنفر قاسمی مہتمم جامعہ علامہ انور شاہ مدھوپور، مولانا محمد ہارون رشید قاسمی مدھوپور، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی معاون قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء، مولانا خورشید انور قاسمی قاضی شریعت بھاگل پور، مولانا سراج الدین مظاہری قاضی شریعت گورگاواں ضلع گڈا، مولانا نور الزماں شمسی امام وخطیب عیدگاہ میسا بھاگل پور، مولانا محمد فاروق اعظم شمسی ناظم مدرسہ سلیمانیہ سنہولہ ہاٹ، مولانا محمد خلیل احمد قاسمی مدرسہ اصلاح المسلمین چمپانگر، مولانا شبیر احمد قاسمی ومولانا زبیر قاسمی مدرسہ سلیمانیہ سنہولہ ہاٹ، مولانا محمد اسامہ قاسمی وحافظ احتشام رحمانی کے علاوہ مقامی علماء کی شرکت ہوگی۔ عوم وخواص سے بڑی تعداد میں شرکت کی اپیل ہے۔

نئی نسلوں میں فکری ارتداد

مولانا الیاس ندوی، بھٹکلی

یوں تو اس وقت مسلمانان ہند کو بین الاقوامی وملکی سطح پر مختلف میدانوں میں متعدد مسائل درپیش ہیں، لیکن بحیثیت مسلمان ان کو اس وقت جو اہم ترین مسئلہ درپیش ہے، وہ ان کی نئی نسلوں میں فکری ارتداد کا غیر شعوری طور پر پھیلاؤ ہے، ۳۰؍۴۰؍سال سے علی الاعلان اسلام سے خارج ہونے والوں کی تعداد میں تو کمی آئی ہے، لیکن ذہنی وفکری ارتداد میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا ہے، پہلے تو آدمی مسلمان رہتا تھا یا علی الاعلان اسلام سے نکل جاتا تھا، لیکن آج مشنری اسکولوں کی نحوست سے ایک نیا طبقہ پیدا ہوگیا ہے، جو بظاہر پکا مسلمان اور نماز، روزے کا پابند ہے، لیکن ذہنی وفکری اعتبار سے وہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے، غیر مسلموں کی طرح اسے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ازواج مطہرات پر اعتراض ہے، اسلام کا قانون طلاق اس کی سمجھ میں نہیں آتا، قرآن میں بتائے گئے تقسیم میراث کو وہ ظلم تصور کرتا ہے، اسلامی حدود وقصاص کو وہ وحشیانہ عمل قرار دیتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ کوئی مسلمان اسلامی قوانین پر اعتراض کرکے مسلمان باقی رہ سکتا ہے؟

ان مشنری اسکولوں کے چند مسلم طلباء وطالبات کا فکری اور ذہنی ارتداد ملاحظہ کیجئے:

ایک طالب علم سے (جس کی ابتدائی تعلیم کانوینٹ میں ہوئی تھی) ملازمت کے لئے انٹرویو کے دوران جب ممتحن نے سوال کیا کہ اسلام میں مرد کو طلاق کا حق حاصل ہے، لیکن عورت اس حق سے محروم کیوں ہے، مرد کو ایک ساتھ چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے جب کہ عورت کے لئے اس طرح کی کوئی گنجائش نہیں، اس سلسلے میں بحیثیت مسلمان آپ کا کیا خیال ہے؟ ان اعتراضات کا جواب دینے کی بجائے اس نوجوان نے کہا: ''مجھے خود بھی اسلامی قوانین پر اعتراض ہے، عورتوں کے سلسلے میں اسلام کی یہ ناانصافی خود میری سمجھ سے باہر ہے، میرے خیال میں عورت کو بھی مرد کی طرح بیک وقت چار شادیوں کی اجازت ہونی چاہئے''۔

ایک طالب علم نے جب مشنری اسکول میں اپنے استاد سے سنا کہ روزہ انسان کے لئے غیر فطری اور غیر ضروری عمل ہے، طبی نقطہ نظر سے چار پانچ گھنٹے تک مسلسل کچھ نہ کھانے پینے سے ایسی کمزوری پیدا ہوتی ہے جس کا اثر بڑھاپے میں ظاہر ہوتا ہے، تو گھر آکر اپنے ناخواندہ لیکن دیندار والد سے جنہوں نے اعلی اور معیاری تعلیم کے شوق میں اپنے لخت جگر کو کانوینٹ میں داخل کرایا تھا، اس کا جواب پوچھا؟ بے چارہ والد اس کے علاوہ کچھ جواب نہیں دے سکا کہ یہ اللہ کا حکم ہے، اس جواب سے لڑکے کا شک دور نہیں ہوا، اس سے پہلے کہ باپ اسے کسی کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کرتا روزے کے انکار پر اس کا انتقال ہوگیا۔

ایک کانوینٹ میں ایک بچے کا قلم اس کی استانی نے نکال لیا، بچے نے قلم گم ہونے کی شکایت استانی سے کی تو کہا گیا کہ تم اپنے اللہ سے مانگو، استانی کے کہنے پر لڑکے نے دعا کی، تب بھی قلم نہ ملا تو رونے لگا، استانی نے کہا: اب عیسیٰ مسیحؑ سے ایک دفعہ مانگ کر دیکھو، منصوبے کے مطابق اس جگہ چھت پر نظر نہ آنے والا ایک چھوٹا سا سوراخ کیا گیا تھا، جیسے ہی لڑکے کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ ''اے عیسیٰ مسیح! میرا گمشدہ قلم واپس دلادو'' تو وہاں سے اس کا قلم گرادیا گیا، اب لڑکے کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ نعوذ باللہ عیسیٰ مسیحؑ سے مانگوں گا، ماں نے لاکھ سمجھایا، لیکن وہ اپنے تجربے کی روشنی میں کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں تھا، اسی روز کسی کام سے بازار گیا ہوا تھا کہ ایک سڑک حادثے میں جاں بحق ہوگیا، اب بتائیے کہ کیا وہ مسلمان مرا؟ ماں باپ کے علاوہ اس کے لئے ذمہ دار اور کون ہوسکتا ہے؟

ان مسلم بچوں کی ذہنی تربیت اس طرح کی جاتی ہے کہ وہ غیر شعوری طور پر اسلامی شعائر سے دور ہوجاتے ہیں، مثلاً صحت کے اصول بیان کرتے ہوئے سائنس کے گھنٹے میں بچوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ پیشاب کو زیادہ دیر تک روکے رکھنے سے مثانہ پر اثر پڑتا ہے، خطرناک قسم کی بیماریاں اس سے وجود میں آتی ہیں، بالخصوص سفر کے دوران جیسے ہی پیشاب کی ضرورت محسوس ہو تو اولین فرصت میں اس سے فارغ ہولینا چاہئے، پانی کے انتظار میں نہیں رہنا چاہئے، ایک مسلم بچے نے جب سنا تو اس نے اس پر پہلے تو سفر میں عمل کرنا شروع کیا، پھر آہستہ آہستہ بغیر پانی کے استنجاء کرنا اس کی عادت بن گئی۔

ماں باپ کی بڑھاپے میں خدمت کی بچوں کو ترغیب دی گئی، اس طرح کہ اگر آپ کو خدمت کے لئے فرصت میسر نہ ہوتو انہیں ایسے لوگوں کے حوالے کریں جو ان کی خبر گیری کرسکیں، مشنری اسکول کے ایک سابق طالب علم جو برسر روزگار تھا، اپنے بوڑھے والد کو سرکار کی طرف سے قائم بے سہارے بوڑھوں کے گھر میں داخل کرنے کے لئے لے گیا، والدہ نے اس فیصلے سے اسے باز رکھنے کی بہت کوشش کی، لیکن لڑکا اس پر مصر تھا کہ جس سے کوئی مالی فائدہ نہ ہو، بلکہ الٹا اس پر خرچ کرنا پڑے، اس بوجھ کو گھر میں رکھنے سے کیا فائدہ؟ اس کے لئے بہتر سرکاری گھر ہی ہے، جہاں ملازمین کے ذریعے دیکھ بھال کی جاتی ہے۔

ہندوستان میں ایک اسلامی ادارے کی طرف سے بعض مشنری اسکولوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ ان میں خود عیسائیوں کی تعداد 20% سے زائد نہیں ہے، ہندو طلباء کا تناسب 10% کے قریب ہے، باقی 70% مسلم طلباء ہیں، جن کی اکثریت متمول یا غریب گھرانے سے تعلق رکھتی ہے، مالدار والدین اپنے بچوں کو اس لئے یہاں داخل کراتے ہیں کہ ان سے کم درجہ کے طلباء کے ساتھ ان کے لڑکوں کا سرکاری یا دوسرے خانگی اداروں میں داخلہ توہین کے مترادف ہے، ایسے غریب طلباء کی بھی ایک بڑی تعداد ملی جن کے سرپرستوں نے اپنے بچوں کو جھوٹی ناموری کی دھن میں کنوینٹ میں داخل کردیا تھا، یہاں زیر تعلیم بعض مسلم طلباء کی دینی معلومات کا جب جائزہ لیا گیا تو بائبل کی معلومات انہیں قرآن سے زیادہ تھیں، گھر میں اردو فارغ اوقات میں خانگی طور پر پڑھنے والے طلباء سے الف، ب، ت، سے بننے والے الفاظ پوچھے گئے تو ان کی زبان سے ''الف'' سے اللہ کی بجائے انجیل، ''م'' سے محمد کی بجائے مسیح اور ''ک'' سے کعبہ کی بجائے کلیسا بے ساختہ نکلا، وہ چرچ کو بیت اللہ، حضرت عیسیٰ کے ساتھیوں کو صحابہ اور بائبل کو کتاب مقدس اور اس کے اقتباسات کو آیاتِ سماوی کہہ رہے تھے۔

غرض یہ کہ برصغیر میں ان مشنری اسکولوں نے مسلم طلباء اور نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی پیدا کردی ہے جو بظاہر مسلمان ہے اور نماز، روزے کی پابند بھی ہے، شناختی کارڈ اور ووٹر لیسٹ میں مذہب کے خانے میں اپنے کو بطورِ مسلمان ہی درج کرارہی ہے، لیکن ذہنی اور فکری اعتبار سے اسلام سے خارج ہوچکی ہے، بقولِ مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ: ''یہ تاریخ اسلام کا سب سے المناک وخطرناک موڑ ہے، اگر اس طوفان بلاخیز اور فکری ارتداد کی طغیانی کو روکا نہیں گیا تو آئندہ آنے والی نسلوں میں اسلام وایمان کے باقی رہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے''۔ (بقیہ: ص: ۱۳؍ پر)

بے روزگاری نے نوجوانوں کو بیچارہ بنادیا

سہیل علی

بے روزگاری، غربت اور افلاس ایک ایسا کنواں ہے جس میں ایک بار کرنے والا گرتا ہی جاتا ہے۔ غربت کے کنویں میں جتنا نیچے کوئی دب جاتا ہے اتنی ہی ناکامی، ناامیدی اور مشکلات سے گزرتا ہے۔ اس کنویں میں جتنا کوئی گرتا جاتا ہے وہ اتنا ہی سماج سے اور یہاں تک کہ اپنے آپ سے دور ہوتا جاتا ہے اور یہ ایک عالمی المیہ ہے۔ غربت سے تنگ آکر دو وقت کی روٹی میسر نہ ہونے پر لوگ خودکشی کر لیتے ہیں یہاں تک کہ کئی لوگ بھوک کی وجہ سے بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور بالآخر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ عالمی سطح پر غرب سے نمٹنے کیلئے اقدامات کئے جارہے ہیں اور پائیدار ترقی اہداف میں بھی غربت کو خصوصی توجہ دی گئی ہے لیکن اس عالمی المیے سے ابھی تک انسانیت کو نجات نہیں ملی۔ ایک شخص اس وقت تک غریبی سے جدوجہد کرتا ہے جب تک وہ ناامید اور ناکام نہیں ہوجاتا۔ لیکن جب وہ ہار مان جاتا ہے تو اس کے ایام دن بدن خستہ حالی کی جانب دھکیلتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ جہاں افلاس کا سامنا ہے وہاں صحت کے مسائل ہیں، وہاں تعلیمی پسماندگی ہے اور ان ممالک میں اموات کی شرح بھی زیادہ ہے۔ عالمی سطح پر غربت سے لڑنے کیلئے اٹھائے گئے اقدامات قابل داد ہیں۔ لیکن اس جانب مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ ایک عالمی المیہ ہے جس پر قابو پانا وقت کی ضرورت ہے۔ غریبی کا احساس اُسی کو ہوتا ہے جو اس کا سامنا کررہا ہوتا ہے یہاں مقامی سطح پر بھی مقامی حکومتوں اور برسر اقتدار اشخاص کو اس المیے پر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ غربت وافلاس کے پیچھے بے روزگاری ہے۔

جموں وکشمیر میں ایک بڑا طبقہ جو تعلیم یافتہ بھی ہے لیکن بے روزگاری کا سامنا کررہا ہے۔ جموں وکشمیر میں سروسز سلیکشن بورڈ جو سرکاری نوکریوں کیلئے امتحان کرواتا ہے اور جموں وکشمیر سروسز سلیکشن بورڈ سے نوجوانوں کو کافی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں لیکن چند برسوں سے امتحانات کا سلسلہ متاثر ہے۔ سب انسپیکٹر اور ایف اے اے امتحانات کے معاملے کے بعد اب نوجوانوں میں مایوسی پائی جاتی ہے۔ بہرحال جموں وکشمیر کے نوجوان بے روزگاری کا سامنا کررہے ہیں جس جانب جموں وکشمیر انتظامیہ کو خصوصی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ پڑھے لکھے نوجوان مزدوری کرنے کے بھی قابل نہیں ہیں کیونکہ اس سفر میں ان کے آرے ان ڈگریاں آتی ہیں جو کل سماج کے سامنے انہوں نے سرکاری نوکری حاصل کرنے کی خاطر کیں تھیں۔ دوسال قبل پہلے میرے کچھ ہم جماعتوں نے اپنی تعلیم کو خیرآباد کہتے ہوئے گھر کی باگ دوڑ سنبھالنے کی کوشش کی۔ ایک ساتھی نے کار ریپئر کا کام شروع کیا اور مجھے بھی مشورہ دیا کہ یہ کام سیکھ لیں کیونکہ اعلیٰ ڈگریوں کے حاصل کرنے کے بعد بھی یہی کام کرنے پڑیں گے اور اس کی خاص وجہ بے روزگاری اور غربت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے جلد ہی پڑھائی کو خیرآباد کہہ کر کام سیکھا اور آج کام کررہے ہیں لہذا تعلیم کو خیرآباد کہہ کر کام سیکھو اور گھر چلاؤ۔ میرے کئی ساتھی ایسے ہیں جنہوں نے تعلیم کو خیرآباد کہہ دیا ہے کیوں کہ ہمارے سامنے ہمارے بڑے پریشان حال ہیں جنہوں نے ڈگریاں حاصل کیں لیکن آج سڑکوں پر احتجاج کررہے ہیں۔ غور طلب بات ہے کہ کئی تعلیم یافتہ نوجوان نوکری حاصل کرنے کی عمر کو پار کرکے بے روزگاری جیسے مسائل کا سامنا کررہے ہیں۔ آج غریب نوجوانوں کے ذہن میں یے بات بس چکی ہے کہ نوکری ملنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے کیونکہ ان کی بے بسی اور غرب نے انہیں اعلیٰ تعلیم سے دور رکھا اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان بھی نوکریوں کی تلاش میں عمر کی حد کو پار کررہے ہیں۔ ایک غریب طالب علم جو اعلیٰ تعلیم کے لیے اعلیٰ اداروں میں نہیں پہنچ سکتا اس کیلئے نوکری دور کی بات بن جاتی ہے اور بالآخر اس کے حصے ناامیدی اور بے بسی ہی آتی ہے۔

اس سلسلے میں امیر نامی ایک نوجوان نے کہا کہ میں گیارھویں کلاس کے بعد اپنی تعلیم کو خیرآباد کہہ دیا ہے۔ کیونکہ مہنگائی اور بے روزگاری کے اس دور میں آگے کی تعلیم حاصل کرکے بھی کچھ بننے والا نہیں دکھا۔ میرے آگے تعلیم حاصل کرنے والے کئی ساتھی آج بے روزگاری کا منہ دیکھ رہے ہیں۔ اعجاز حسین نامی ایک نوجوان کا کہنا ہے اعلیٰ تعلیم اور ڈگریاں حاصل کرکے بھی کچھ نہیں بننے والا کیونکہ بے روزگاری جیسے مسائل سے نوجوان نسل جوجھ رہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایک امتحان اگر کوئی پاس کر بھی لے تو کئی کئی برس تک اس فہرست نکلنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے اور اگر نکل بھی جائے تو عدالتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس سے نوجوانوں کا قیمتی وقت ضائع ہوجاتا ہے۔ وسیم نامی ایک نوجوان کا کہنا ہے جب نوجوانوں کو ڈگریوں کے ساتھ بے روزگار دیکھتا ہوں تو اعلیٰ تعلیم کے میدان میں قدم رکھنے سے ڈر لگتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ کئی نوجوانوں کو نوکری کی حد کی عمر پر کرکے بے روزگار دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ بے روزگاری سے نوجوان نسل پریشان ہے۔ اس وقت جبکہ سرکار بے روزگاری کے خاتمے کیلئے اقدامات بھی کررہی ہے لیکن زمینی سطح پر اعلیٰ تعلیم یافتہ ایک بڑا طبقہ بے روزگاری کے مسائل کا سامنا کررہا ہے اور اس جانب سرکار کو خصوصی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مستقبل میں یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان نسل پریشانیوں کا سامنا نہ کرے۔

اردو زبان میں اسلامی نثر

ڈاکٹر سید محمد عمر فاروق محمد موسیٰ

اردو شاعری جس طرح اسلامی فکر سے سرشار نظر آتی ہے، اسی طرح اردو نثر بھی اسلامی فکر کا بہترین نمونہ اور انمول تحفہ ہے۔ اردو نثر تاریخی طور پر فارسی روایت کے شدید غلبے کی زد میں رہی ہے۔ شمالی ہند میں اردو نثر کی پہلی کتاب ''وہ مجلس'' یا ''کربل کتھا'' ہے۔ یہ کتاب دراصل ''روضۃ الشہداء'' کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ محمد شاہی دور کی سب سے اہم کتاب شمار کی جاتی ہے جو فضلی کی ادبی کاوش کا نتیجہ ہے۔ اس میں فارسی اسلوب سے زیادہ متاثر تھے۔ اس کے ترجمے گنجلک اور نثر کا اسلوب مقفٰی ہے۔۔۔ چنانچہ اسے اردو نثر کا نمائندہ اسلوب قرار دینا ممکن نہیں۔

ریاست دکن میں اردو نثر کے فروغ و رواج میں صوفیائے کرام کا بہت بڑا کردار رہا ہے۔ ان کے تبلیغی اور صوفیانہ رسائل اردو زبان کا گراں قدر ذخیرہ ہیں۔ شمالی ہند میں یہی خدمات شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ مراد اللہ انصاریؒ سنبھلیؒ وغیرہ کی ہیں جنہوں نے اردو زبان میں قرآن مجید کے تراجم کیے۔ سب سے پہلے شاہ مراد اللہؒ نے 1771ء میں ''پارہ عم'' کی تفسیر اردو میں لکھی۔ یہ تفسیر ''تفسیر مرادیہ'' کے نام سے کئی بار زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہے۔ اس تفسیر کی زبان آسان اور عام فہم ہے۔ جمیل جالبی نے لکھا ہے: ''تفسیر مرادیہ سے پہلے کوئی ایسی مفصل اردو تفسیر نہیں لکھی گئی تھی، اس لئے اس کو قرآن مجید کی پہلی اردو تفسیر کہنا چاہیے۔۔۔ اس کتاب میں اردو زبان کے جتنے الفاظ استعمال ہوئے ہیں شاید ہی اس دور کی کسی اور تصنیف میں استعمال ہوئے ہوں''۔

سنہ 1712ء کے بعد مغلیہ سلطنت کی جڑیں کمزور ہونا شروع ہوئیں۔ جاٹوں، مرہٹوں اور سکھوں کی حکومت یورشوں اور تباہ کاریوں سے پورا ہندوستان تقریباً ایک صدی تک لرزتا رہا۔ دلی کی مرکزی حکومت مدافعت کے قابل نہ رہی۔ بے راہ روی، بے دینی اور ظلم و تشدد کے واقعات روز بہ روز بڑھتے رہے۔ اس پرخطر دور میں اللہ نے مسلمانان ہند کی رہنمائی اور ان کی نشاۃ ثانیہ کے لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو ذریعہ بنایا۔ اور انہوں نے ہندوستان کی سیاسی، تہذیبی، ثقافتی اور اقتصادی صورت حال کا تجزیہ کیا، اور زوال سے نکلنے کے راستے متعین کئے، جس میں دعوت اسلام سب سے اہم بنیاد ہے۔ اس مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے انہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا اور یہاں سے پہلی بار وسیع پیمانے پر ایک قسم کا تحریکی شعور ابھرا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اردو کے کلاسیکی، اسلامی ادب کے سرمایہ میں تحریکیت کے آثار رونماں ہوئے۔ اردو اب تک ثقہ حضرات کی علمی زبان نہیں تھی لیکن شاہ عبدالقادرؒ نے قرآن پاک کا اردو ترجمہ کر کے گویا اس بند کو توڑ دیا، اور اسلامی افکار و جذبات کا ایک رکا ہوا دھارا اردو کی طرف تیزی سے چل پڑا۔ شاہ ولی اللہؒ کے بڑے فرزند شاہ رفیع الدینؒ نے اپنے والد محترم کی تحریک کی کمان سنبھالی۔ انہوں نے قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ کیا اور سورہ بقرہ کی تفسیر عام بول چال کی زبان میں لکھی، جو ''تفسیر رفیعی'' کے نام سے شائع ہوچکی ہے۔ لیکن یہ ترجمہ تحت اللفظ ہونے کی وجہ سے غیر مربوط ہے۔ اس ترجمے کو ادبی شہ پارہ تو نہیں کہا جاسکتا البتہ اس ترجمے سے قرآن مجید کے تراجم کا ایک بہترین سلسلہ چل پڑا۔ شاہ رفیع الدینؒ نے صرف سورۂ بقرہ کی تفسیر لکھی ہے۔ اس کی زبان عام بول چال کی زبان ہے اور اسلوب نہایت سادہ اور سلیس ہے۔ چونکہ ان تراجم کا مقصد عوام الناس تک قرآنی مفاہیم کو پہنچانا تھا، لہٰذا ان کی زبان سادہ، عام فہم اور رواں ہے۔ اس طرح کی سادہ اور صاف ستھری عبارت اس دور کی عام ادبی نثر میں نہیں ملتی۔ اسی کی بدولت اردو میں اظہار کی غیر معمولی صلاحیت پیدا ہوگئی، اور یہی اسلوب فورٹ ولیم کالج کے مصنفین اور بعد ازاں سرسید احمد کی تحریک کے مصنفین کا رہنما بنا۔

فورٹ ولیم کالج کے مصنفین میں ایک بڑا نام میر امّن دہلوی کا ہے۔ ان کی کتاب ''باغ و بہار'' اردو نثر کی بہترین شاہکار ہے۔ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی اس کی مقبولیت میں کمی نہیں آئی۔ اس کتاب کا عربی زبان میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب آج بھی ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہے۔ اس کتاب کی زبان نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔ بعض قدامت پسند ادباء نے اس کے اسلوب پر ردعمل بھی ظاہر کیا تھا، جس میں رجب علی بیگ کا نام اول نمبر پر آتا ہے۔ اس دور کے داستانوں اور افسانوں میں تبلیغ اسلام کا جذبہ ایک مرکزی خیال کی حیثیت رکھتا ہے۔ افسانوں کے بنیادی کردار ہمیشہ اسلام اور اس کی تعلیمات کے علم بردار ہوتے تھے۔ ان میں اخلاق و کردار، صبر و تحمل، ایثار و قربانی اور ہمت و عزم ایسی پسندیدہ صفات کی بار بار تلقین کی جاتی ہے۔ خیالی کرداروں کے روپ میں ہمیشہ حق و باطل کی معرکہ آرائی پیش کی گئی ہے۔ بقول ڈاکٹر جمیل جالبی: ''ان کرداروں کا مزاج اس اسلامی عقیدے سے بنا ہے جہاں مایوسی کفر ہے۔ کسی بھی کردار میں عزم کی کمزوری اس لئے محسوس نہیں ہوتی کہ وہ اللہ کی ذات سے ذرا بھی مایوس نہیں ہوتا''۔ اس لحاظ سے ان افسانوں اور داستانوں کو اپنے عہد کی اصلاحی تحریکات کا ایک دوسرا اور اہم پہلو قرار دیا جاتا ہے۔ اس دور کے داستان نویس اور افسانہ نگار اخلاقیات کی تعلیم و تبلیغ کے لئے موقع تلاش کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کی داستانوں اور افسانوں کے خاص موضوعات اللہ کی ذات پر بھروسہ، دعا کی طاقت، اولیاء اللہ اور درویشوں سے والہانہ عقیدت اور حق و باطل کے معرکے میں حق کی جیت وغیرہ تھے۔

فورٹ ولیم کے مصنفین کے علاوہ سید احمد شہیدؒ کی تحریک نے بھی اردو زبان کی ترقی میں اہم رول ادا کیا ہے۔ اس تحریک کے مبلغین نے سلیس اور سادہ زبان میں ایک زبردست لٹریچر تیار کیا جو اردو اور اسلامی ادب کا عمدہ ذخیرہ ہے۔ اس کے بعد شاہ اسمٰعیل شہید نے ایک معرکۃ الآرا کتاب لکھی جو ''تقویۃ الایمان'' کے نام سے موسوم ہے۔ یہ کتاب اگرچہ فنی اعتبار سے بہت ممتاز نہیں ہے، لیکن اردو نثر کے میدان میں اسے نمایاں مقام حاصل ہے۔ سرسید احمد خان بھی اس کتاب سے متأثر ہوئے تھے۔ جدید اردو نثر کا آغاز سرسید اور ان کے رفقاء سے ہوتا ہے۔ وہ نثر بھی بنیادی طور پر دین اسلام کے فروغ کے لئے ہی عالم وجود میں آئی تھی۔ قرآن کریم کے متعدد تراجم منظر عام پر آئے۔ خود سرسید احمد خان نے قرآن کریم کا ترجمہ ''تفسیر القرآن'' اردو نثر میں کیا۔ سرسید کے رفقاء میں مولوی نذیر احمد نے بھی اس میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں: ''نذیر احمد دہلوی کا ترجمہ قرآن اس لحاظ سے انقلاب آفریں ضرور ہے کہ اس میں انہوں نے جو زبان استعمال کیا ہے اس میں محاورہ اور روزمرہ کے علاوہ جملوں کے دروبست کو اردو قواعد کے تابع کر دیا ہے۔ اس سے قبل قرآن پاک کے اردو تراجم میں عربی قواعد کا لحاظ رکھا جاتا تھا''۔ اسی طرح مولوی نذیر احمد نے ناول نگاری میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کے سات ناول زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر قبولِ عام و خاص ہوئے۔ ان کے ان ناولوں کا موضوع دینی اور اصلاحی تھا۔ انہوں نے اپنے ناولوں میں مسلمانانِ دہلی کے سماجی، معاشرتی اور اخلاقی مسائل کو اپنا موضوع بنایا۔ ان ناولوں کو ادبی اور فنی اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ اردو ادب میں گراں قدر سرمایہ ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی، علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا ابوالکلام آزاد نے برطانوی سامراج کے خلاف قلمی جہاد کی صدا بلند کی۔ انہوں نے اپنے افکار و نظریات کو عوام الناس تک پہنچانے کے لئے اردو زبان کا سہارا لیا، اردو زبان میں رسائل کا اجراء کیا۔ علمی، فکری، ادبی اور اصلاحی مضامین لکھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کے ذریعے اپنے مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہونچایا۔ علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا عبدالسلام ندوی نے انتہائی مؤثر انداز میں اسلام کے اخلاقی اور معاشرتی نظام کو پیش کیا۔ انہوں نے اپنے مقالات اور نگارشات میں علامہ شبلی کی فکر اور اسلوب نثر کی پیروی کی۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی نثر بھی خالص دینی اور اسلامی ہے۔ انہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ مسلمانوں میں سیاسی اور دینی شعور کو بیدار کیا، ان کے اندر تحریکی عنصر کو جگایا۔ شبلی نے مسلمانوں کو ماضی پر اعتماد کرنا سکھایا اور تاریخ سے ان کا تمدنی تعلق قائم کیا اور مولانا ابوالکلام آزاد نے اس میں تعمیری جارحیت کا رنگ پیدا کیا۔ مولانا آزاد نے اردو نثر کو مغربی فکر اور تہذیب و تمدن پر کڑی تنقید اور نکتہ چینی کے لئے وقف کر دیا۔ ان کا اسلوب خطیبانہ اور ولولہ انگیز ہے۔ انہوں نے ''تذکرہ''، ''ترجمان القرآن'' اور ''غبار خاطر'' میں زبردست انشاء پردازی کا مظاہرہ کیا۔ اسی لئے انہیں عہد جدید میں اردو ادب کا معمار اور مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔ علامہ شبلی کے بعد مولانا ابوالکلام آزاد پہلے بڑے مصنف ہیں جنہوں نے مذہبی تصانیف کا معیار بلند کیا اور جدید علمی نظریات سے مستفید ہوئے۔ ان کا بنیادی مقصد احیائے اسلام تھا۔ انہوں نے مسلمانانِ ہند کے دلوں میں بیداری، جرأت اور ہمت کے جذبات کو زندہ کیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے دبستان سرسید کی عقلیت و مغربیت پسندی کے مقابلے میں حب ملت اور مشرقیت کا امتزاج پیش کیا۔ سرسید احمد خان نے مشرقی تہذیب و تمدن میں مغربی تہذیب و تمدن کا جو پیوند لگانے کی کوشش کی تھی مولانا آزاد اس کے سخت مخالف تھے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا رسالہ ''ترجمان القرآن'' ادب اسلامی کے اعتبار سے نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ مولانا مودودیؒ نے اس رسالے کے ذریعہ مغرب کے فکری و نظریاتی یلغار کا مقابلہ کیا اور تجدید اور احیائے دین کا فریضہ انجام دیا۔ آپ کے مضامین ''الجمعیۃ'' کے علاوہ ''معارف'' اور دوسرے علمی رسائل میں بھی شائع ہوتے تھے۔ مولانا مودودی کی پہلی کتاب ''الجہاد فی الاسلام'' 1928ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے ذریعہ مولانا مودودیؒ کو قبول عام حاصل ہوا۔ اس کتاب کے ذریعہ انہوں نے اسلام کی دعوت کو ایک نئے انداز اور سلیقے کے ساتھ پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی۔

مولانا مودودیؒ کی نثر ادبی اور فنی اعتبار سے ایک شاہکار ہے۔ انہوں نے مختلف اسلامی موضوعات پر کتابیں لکھیں۔ انہوں نے جدید تقاضوں اور حالات حاضرہ کے پس منظر میں اسلامی ریاست، اسلامی تمدن، اسلامی معیشت، اسلامی تعلیم اور اسلامی عالمی حکمت عملی کے تصورات کو پیش کیا۔ وہ خلافت راشدہ کا احیاء چاہتے تھے۔ ان کے نزدیک خلافت راشدہ کا قیام ہی پیچیدہ مسائل کا حل ہے۔ بہت سے اہل علم حضرات نے مولانا مودودیؒ کے اجتہادی اور سیاسی آراء سے اختلاف کیا ہے، لیکن اس بات سے انکار ناممکن ہے کہ دور جدید میں اسلام کی تشریح اور تعبیر پر مبنی ان کا کام منفرد حیثیت رکھتا ہے۔

مدرسہ اصلاح البنات مع ہوسٹل

مقام: سوبھن، ڈاکخانہ لال شاہ پور، ضلع دربھنگہ، (بہار) پن: ۸۴۶۰۰۵

Madrasa Islahul Banat With Hostel

At-Sobhan,P.o-LalShahpur,Distt-Darbhanga-846005

مدرسہ اصلاح البنات میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوگیا ہے، جدید بچیوں کا داخلہ جاری ہے، واضح رہے کہ مدرسہ اصلاح البنات لڑکیوں کا مشہور و معروف اقامتی ادارہ ہے جس میں درجۂ حفظ، قرأت، عالمہ کورس، وسطانیہ، فوقانیہ اور مولوی کی پڑھائی کے ساتھ عصری تعلیم، نرسنگ (پانی چڑھانا، بی پی جانچنا، شوگر جانچنا، انجیکشن لگانا وغیرہ) کمپیوٹر، سلائی، کڑھائی و امور خانہ داری کی تربیت کا اسلامی ماحول میں عمدہ نظم ہے، اس ادارہ کے عزائم میں یہ ہے کہ اس کے ذریعہ قوم کی بچیوں کے اندر اتنی صلاحیت پیدا کی جاسکے جس سے وہ قرآن و حدیث کو سمجھیں اور اس سے استفادہ کے قابل بن سکیں، عصری تعلیم کے میدان میں قوم کی بچیاں نمایاں کامیابی حاصل کرسکیں اور معاشرہ میں وہ ایک باشعور بیٹی، وفادار بیوی، باحیا بہن اور ایک باوقار ماں کا کردار ادا کرسکیں۔ اس ادارہ میں داخلہ کی خواہشمند طالبات اور معاونین دیئے گئے پتہ پر خط و کتابت یا مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز احمد

ناظم مدرسہ ھٰذا و سابق چیئرمین بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ

رابطہ نمبر: 7761916266/9431063286

مومنانہ کردار-کامیابی کا راز

ریاض احمد خان

خود پسندی، مومنانہ اخلاق کے منافی ہے کہ وہ خود کو ہمیشہ حق پر سمجھے اور دوسروں کو برسر غلط ٹھہرائے۔ اس لئے اہل ایمان کو باہم ایک دوسرے کے موقف اور اعمال کا جائزہ لیتے وقت تعصب کی عینک اتار کر، عدل وانصاف اور حسن ظن سے کام لینا چاہیے۔ اللہ نے مومنوں کو خود پسندی اور عجب سے دور رہنے کی شدید تاکید فرمائی ہے۔ جو انسان کو ہلاکت سے دوچار کرنے میں سب سے زیادہ خطرناک اور شدید ہے۔ اس نے خود کو پاکباز سمجھنے اور اپنی تعریف آپ کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ یہود جو خود اپنی پاکبازی کا دم بھرتے تھے، ان کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فَلَا تُزَكُّوا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى (النجم:32)'' پس تم اپنی پاکبازی آپ بیان نہ کرو۔ وہ اللہ خوب جانتا ہے کہ کون متقی اور پاکباز ہے۔'' اس لیے بعض سلف صالحین نے کہا ہے کہ مومن خود پسندی اور پاکبازی کے گھمنڈ سے پاک ہوتا ہے اور اپنے نفس کا احتساب کرنے میں، ظالم بادشاہ اور شریک تجارت بخیل سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اور اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں جو کوتاہی اس سے ہوتی ہے، اس کا ذمہ دار وہ سب سے پہلے اپنے نفس کو قرار دیتا ہے، مخلص مومن، نیکی واطاعت میں سرگرم رہتا ہے۔ اللہ کے دین کی سربلندی وتبلیغ میں جان ومال کی قربانی کے لئے مستعد رہتا ہے۔ پھر بھی اسے ہر وقت یہ خوف لاحق رہتا ہے کہ معلوم نہیں، میرے یہ اعمال، اللہ کے دربار میں مقبول ہیں یا نہیں! مومن اپنے بارے میں اتنا چوکنا اور حساس ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے معاملے میں عزیمت کی راہ اختیار کرتا ہے اور عذر کے باوجود، رخصت پر عمل نہیں کرتا۔ لیکن اللہ کے بندوں کے عذرات کو وہ بلا تامل قبول کرتا ہے، خصوصاً ان کارکنوں اور دینی بھائیوں کے عذرات کو جو اس کے ساتھ اللہ کے دین کی نصرت واقامت میں شریک کار ہیں۔ اپنے ان ساتھیوں کے بارے میں سلف صالحین کا یہ قول اسے ہر وقت یاد رہتا ہے کہ میں اپنے بھائی کے ستر بلکہ اس سے زائد عذر قبول کرسکتا ہوں کیونکہ شاید، میرے بھائی کے پوشیدہ حالات کچھ ایسے ہوں جن کی مجھے خبر نہ ہو، ایمان کا عظیم ترین درجہ اللہ اور اس کے بندوں کے ساتھ حسن ظن ہے۔ اس کے بالمقابل ایمان کا کمزور ترین درجہ اللہ اور اس کے بندوں کے ساتھ سوء ظن ہے۔ سوء ظن سے مراد ایسا خیال وگمان ہے جس کے لئے، کوئی دلیل شرعی موجود نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے اس قبیح صفت سے یوں خبردار کیا ہے: يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات:12)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! زیادہ گمان کرنے سے بچو۔ حقیقت میں بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم بدگمانی کرنے سے بچو۔ کیونکہ حقیقت میں بدگمانی، سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔'' (بخاری ومسلم) اس لئے ہر مومن پر یہ لازم ہے کہ جب بھی کسی مومن کے بارے یں اسے کوئی بری خبر ملے جو اس کے خلاف اسے سوء ظن پر آمادہ کر رہی ہو تو بھی اسے حسن ظن سے کام لینا چاہیے۔ ایمان والوں کو اس سلسلہ میں واقعہ افک سے رہنمائی ملتی ہے لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ (النور:12) ''جس وقت تم لوگوں نے اسے سنا تھا، اسی وقت مومن مردوں اور مومن عورتوں نے کیوں نہ اپنے آپ سے نیک گمان کیا۔ اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے۔''

جب کسی مومن سے کسی ایسے عمل کا صدور ہو جس کے متعدد پہلو شر پر دلالت کرتے ہوں اور صرف ایک پہلو خیر پر دلالت کرنے والا ہو تو بھی اسے چاہیے کہ اس کو خیر پر معمول کرلے۔ اور اگر کوئی امکانی پہلو ایسا نہیں ہے جو خیر پر دلالت کرتا ہو تو بھی الزام لگانے میں جلدی نہ کرے۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں اس کا کوئی عذر ایسا سامنے آجائے جس سے وہ اس تہمت سے بری ہوجائے۔ اور ملامت آپ کے حصے میں آئے۔ مسلم معاشرہ میں ایک دوسرے کے راز ٹٹولنا اور ٹوہ میں پرنا انتہائی معیوب قرار دیا گیا ہے۔ حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔ اس خدا سے ڈرنا چاہیے جس سے کسی کا کوئی چھوٹا بڑا عیب پوشیدہ نہیں ہے اور جسے اللہ رسوا کرنا چاہے اسے علیٰ رؤس الخلائق رسوا ہونے سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ یہ وہ مطلوبہ کردار ہے جس کا مظاہرہ عام مسلمانوں کو باہم کرنا چاہیے۔ جو لوگ اسلام کے خادم اور داعی ہیں، جن کے اندر اسلامی غیرت و حمیت ہے، جو اسلام کے دفاع کے لئے ہمہ وقت مستعد ہیں اور اس کے راستے میں قربانیاں دے رہے ہیں، انہیں اس معاملہ میں ضبط نفس، تحمل اور تقویٰ کے مقام بلند پر ہونا چاہیے۔ اس کا احساس ہر شخص خود کرسکتا ہے۔ اور اسی کے اعتبار سے اپنا ذاتی محاسبہ بھی کرسکتا ہے۔

نہایت افسوس اور تعجب ہوتا ہے جب اسلام کے لئے کام کرنے والے اور بڑی بڑی قربانیاں دینے والے، باہم ایک دوسرے پر خیانت اور بعض طاقتوں کے ایجنٹ ہونے کی تہمت علی الاعلان لگاتے ہیں، محض اس بنا پر کہ اسلام کی سربلندی کے لئے جو طریقہ کار اور موقف ایک گروہ یا جماعت نے اختیار کیا ہے، دوسرا گروہ یا جماعت اس کا مخالف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جسے دین کی ذرہ برابر سمجھ دی ہے، اس کے لئے اس طرح کا عملی مظاہرہ، کسی بھی حالت میں جائز اور درست نہیں ہوسکتا۔ اسلام کی سربلندی واقامت، سیاست کے میدان سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ ایسی سیاست جو دین اور شرعی اصولوں پر مستحکم ہو، جس میں نقطۂ نظر اور طریقہ کار کے اختلاف کے لئے وسیع میدان اور کافی گنجائش ہے۔

چنانچہ ایک ہی معاملے میں، مصالح اور مفاسد کے اندازے اور تعین میں لوگوں کے درمیان، نقطۂ نظر اور طریقہ کار کا کثیر اختلاف ہوتا ہے۔ ایک گروہ ابتدائی دعوتی مرحلے میں حاکم اور حکومت سے تعرض کو درست نہیں سمجھتا، تو دوسرا گروہ اس کو واجب وضروری سمجھتا ہے۔ اصلاح وانقلاب کے لئے ایک گروہ جمہوری سیاست کے طریقہ کار کو درست سمجھتا ہے تو دوسرا گروہ فوجی طریقہ کار کو۔ ایک گروہ مطلوبہ تبدیلی کے لئے، جمہوری طرز انتخاب میں حصہ لینا صحیح سمجھتا ہے تو دوسرا انتخاب میں شرکت کو عبث اور تضیع اوقات سمجھتا ہے، جو امور ومسائل مختلف فیہ ہیں اور اجتہاد سے تعلق رکھتے ہیں، اس میں مجتہد کا اجتہاد ہی حق ہوتا ہے اور اس کے اجتہاد ہی کو یہ حق حاصل ہے کہ لوگ اس پر چلیں۔ اجتہاد صحیح ہے تو دو اجر، اور غلط ہے تو بھی مجتہد کو ایک اجر ملے گا۔ اس لیے اجتہاد میں غلطی پر نہ تو مجتہد اور اس کے پیرؤوں کی ملامت کی جاسکتی ہے اور نہ صواب ہونے پر اس کے اجتہاد کو قرآن وسنت کی طرح دوام کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ ان وجوہ ودلائل کی بنا پر کسی بھی شخص یا گروہ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی شخص یا جماعت کے کسی اجتہاد کو قرآن وسنت کا درجہ دے کر اس سے ہمیشہ کے لئے چمٹ جائے۔ خواہ حالات اور مصلحت کا تقاضا کچھ اور ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اس دائرے میں حالات وزمانے کے بدل جانے سے، مسئلہ اور اس کا حکم بدلتا رہتا ہے اور نئے پیش آمدہ حالات کی وجہ سے اجتہادی حلت، حرمت سے اور حرمت، حلت سے بدل سکتی ہے۔ کسی مخصوص شخص یا گروہ کے اجتہاد سے ہر حال میں وابستگی، اس وقت اور زیادہ خطرناک شکل اختیار کرلیتی ہے جب اس کے ساتھ بدگمانی اور نفس کی پیروی بھی جمع ہوجاتی ہے۔ یہ وہ عیب ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے قلب اور سماعت پر مُہر لگا دیتا ہے اور ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیتا ہے اور وہ علم کے باوجود گمراہی کے غار میں گر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مومنین کو خبردار کرتا ہے: إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ (النجم:23) ''یہ لوگ تو صرف گمان اور نفسانی خواہشوں کی اتباع کر رہے ہیں اور یقیناً ان کے رب کی طرف سے ان کے لئے رہنمائی آچکی ہے۔'' وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ (القصص:50) ''اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کی رہنمائی کے بغیر، اپنی خواہش نفس کی پیروی کر رہا ہو۔''

ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ جدوجہد سے وحدت واجتماعیت پیدا ہوتی ہے جب کہ خواہش نفس کی پیروی، تفرقہ واختلاف کو جنم دیتی ہے کیونکہ حق ایک ہے اور نفس کی تعداد اتنی ہی ہے جتنی کہ انسان۔ رہی نفس کی خواہش تو وہ لاتعداد اور ہزاروں میں ہے۔ امت کے اندر بے بنیاد اور غیر حقیقی گروہ بندی وفرقہ بندی کے اختلافات، خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید، ان سب کو جس چیز نے سنگین اور ناقابل حل بنا دیا ہے، وہ یہی بدگمانی اور خواہش نفس کی پیروی کا نتیجہ ہے۔

بقیہ: نئی نسلوں میں فکری ارتداد..........

اسلام کے حق میں جب ان مشنری اسکولوں کے خطرناک عزائم سے آگاہ کیا جاتا ہے تو بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ تعلیم کا مذہب سے کیا تعلق ہے؟ اعلیٰ اور اچھی تعلیم کسی سے بھی حاصل کی جائے اس میں کیا خرابی ہے؟ جی ہاں! اگر کوئی مخلص ہوکر تعلیم وتربیت کا کام کرے تو کوئی بات نہیں! یہاں تو ان مشنری اداروں کے عزائم ہی خطرناک ہیں، وہ تعلیم وتربیت کی آڑ میں ان معصوم بچوں کو اسلام ہی سے برگشتہ کر رہے ہیں، جدید نفسیاتی تحقیق کے مطابق مصنف ومؤلف کے اخلاق کا بھی اثر جب قارئین پر پڑتا ہے تو کسی استاد کی ذہنیت اور کردار کا اثر کیوں کر طالب علم پر نہیں پڑے گا؟ اسلام کی طرف سے نفس تعلیم کی مخالفت نہیں ہے، بلکہ ان اساتذہ کی مخالفت کی جارہی ہے جن کی نیتوں میں اسلام کے سلسلے میں فتور اور خرابی ہے، اسلام کسی بھی فن یا علم کے حصول کا مخالف نہیں ہے، آج کے اس ترقی یافتہ دور میں سائنس وٹیکنالوجی کی تعلیم اسلام کو صحیح معنوں میں سمجھنے کے لئے نہ صرف جائز ہے، بلکہ ضروری ہوگئی ہے، قرآن کی سینکڑوں آیات کا تعلق آج کے جدید انکشافات سے ہے، علم جغرافیہ وتاریخ کے بغیر پچھلی امتوں کے حالات صحیح طور پر سمجھے نہیں جاسکتے، علم ریاضی کے بغیر اسلام کے ایک اہم رکن تقسیمِ میراث سے واقفیت ہو ہی نہیں سکتی، معاشیات کا علم تو قرآن کے اعجاز کو سمجھنے کے لئے از حد ضروری ہے، اسلام میں جدید وقدیم کی کوئی تقسیم نہیں، یہ سب علوم تو بہت پرانے ہیں، اب جب صرف نام بدل گئے ہیں تو ہم ان کی مخالفت کیوں کر کرسکتے ہیں، اسلام ان عیسائیوں کی گود میں اپنی اولاد کو دینے کی مخالفت کرتا ہے جو ہمارے ایمان کے دشمن ہیں۔

بعض سطحی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تو گھر میں الگ سے اپنے بچوں کی دینی تعلیم کا بندوبست کرتے ہیں، ان کی نمازوں کا خیال رکھتے ہیں، مسجدوں میں قرآن اور دعائیں سیکھنے کے لئے پابندی سے انہیں بھیجتے ہیں، ٹھیک ہے! آپ نے ان کے ظاہری ایمان کی نگرانی کی، مجھے بتائیے کہ ان کے قلبی وحقیقی ایمان کی آپ کے پاس کیا ضمانت ہے؟ نمازوں کی پابندی کے باوجود اسلامی قوانین پر ان کو شک نہ ہونے کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟ اسلام کے سلسلے میں ان کی تعلیم کے اثر سے بچے کا دل مطمئن ہے، اس کی کیا گیارنٹی ہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ تسلیمہ نسرین کے والد عالم تھے، سلمان رشدی کا گھرانہ دیندار تھا، جسٹس ہدایت اللہ اسلامی ماحول کے پروردہ تھے، عصمت چغیائی نے ایک دین دار گھرانے میں آنکھیں کھولی تھیں، خواجہ احمد عباس کا پورا خاندانی پسِ منظر دینی اعتبار سے قابلِ رشک تھا، محمد علی چھا گلہ، حمید دلوائی، عارف محمد خان، سکندر بخت اور عباس نقوی بھی تو نماز، روزے کے پابند بتائے جاتے ہیں، لیکن ان کے والدین اور گھر والوں کی دینداری اور اسلام پسندی بھی ان کو ان کی تعلیم گاہوں کے ناپاک وغیر محسوس اسلام مخالف اثرات سے بچا نہیں سکی، جب حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو ایمان پر مرنے کی وصیت وتاکید کی تھی (البقرہ:۱۳۳) تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے دشمنوں کی گودوں میں پل کر بھی ہماری اولاد دین ہی پر مرے گی؟

اس وقت سب سے بڑی ضرورت اپنی نسلوں میں ایمان کی حفاظت کی تدبیر کرنے کی ہے، اب زبانی مرتدین کا خطرہ تو کم ہوگیا ہے، لیکن ایمان ذہنوں سے اس طرح رخصت ہو رہا ہے کہ والدین اور سرپرستوں کو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا، اللہ سے دعا ہے کہ ملت اسلامیہ فکری ارتداد کے خطرہ کو محسوس کرے اور اپنی آئندہ آنے والی نسلوں میں ایمان کی حفاظت کی فکر وتدبیر کرے۔ آمین

’’انشا اور تلفظ‘‘

غالب شمس

"جب لکھنا شروع کیا، تو ہر اچھا لکھنے والے سے پوچھتا پھرتا کہ کیا لکھیں، کیسے لکھیں، سب اپنے اپنے علم کے مطابق مفید مشورے دیتے، کوئی کہتا کہ مضمون میں مواد ہونا چاہئے، کوئی کہتا کہ فلاں فلاں ادیب کو پڑھ، اور ان کا انداز اپنانے کی کوشش کر، اور جو بھی لکھتا، حوصلہ بڑھاتے، نکمی سی تحریر میں کمیوں کے ساتھ خوبیاں گنواتے، اور چند لوگ ہمیشہ حوصلہ شکنی بھی کرتے، اچھا نہ لکھ سکنے کا طعنہ مارتے، خیر سے: ہمیشہ اچھا لکھنے کی کوشش رہی، جس نے جو کہا، برتا، ادب وصحافت اور لکھنے کے اسلوب کے سلسلے میں جتنی کتابیں ملی، پڑھ ڈالیں؛ مگر چند باتیں ہمیشہ پریشان کرتی کہ لفظوں کے انتخاب کا طریقۂ کار کیا ہو، الفاظ کے رکھ رکھاؤ میں، جملوں کے استعمال میں کیا پیش نظر رکھیں، اچھی تحریر کی خوبی کیا ہے، اور کیا چیز تحریر کو بھدی بناتی ہے، اسی سلسلے میں مفتی ڈاکٹر اشتیاق دربھنگوی (استاد دارالعلوم دیوبند) نے رشید حسن خان کا کتابچہ "انشاء اور تلفظ" کا مشورہ دیا، اور اس کی تعریف کی، ستر صفحے کا یہ رسالہ اتنا عمدہ ہے کہ ہر مبتدی بلکہ ہر لکھنے پڑھنے والے کے پیش نظر یہ ہونا چاہئے، اخیر کے بیس صفحوں میں "الفاظ کا املا" لکھا ہے، عام طور پر ہم زائد الفاظ سے مضمون کو بھر دیتے ہیں، یا آسان جملوں کے بجائے عربی وفارسی کے مشکل الفاظ کا انتخاب کر لیتے ہیں، یا پھر لفظ "صاحب" کا من مانا استعمال کرتے ہیں، اس سلسلے میں اسی کتاب سے یہ انتخاب پڑھئے کہ ''جب نام سے پہلے ''ڈاکٹر ''یا "پروفیسر" لکھ دیا تو پھر نام کے بعد "صاحب" لکھنے کی ضرورت نہیں۔’’جناب ایڈیٹر صاحب‘‘’’جناب ڈاکٹر صاحب‘‘ لکھنے کی ضرورت نہیں، اگر نام کے بعد ''صاحب '' لکھا ہے، تو پھر نام سے پہلے "جناب" لکھنا ضروری نہیں، ضروری کیا، مناسب بھی نہیں۔ "بہت سے ناموں کے ساتھ اسم نسبت بھی شامل ہوتے ہیں، جیسے: فراق گورکھپوری، جگر مرادآبادی، ظہیر احمد صدیقی، شمس الرحمٰن فاروقی، صدیق الرحمٰن قدوائی، ایسے ناموں سے پہلے جناب لکھنا مناسب ہوگا جیسے’’جناب شمس الرحمٰن فاروقی‘‘۔

اگر کسی وجہ سے آخر میں’’صاحب‘‘ لکھنا پڑے، تو پھر اسے آخر میں لکھنا چاہیے، جیسے ظہیر احمد صدیقی صاحب، مخمور سعیدی صاحب "صاحب" کو بیچ میں نہیں آنا چاہیے، یعنی ,, ظہیر احمد صاحب صدیقی ’’لکھنا مناسب نہیں‘‘ یہ بات اس سے پہلے مجھے پتہ نہیں تھی؛ بلکہ جب جیسا من کرتا وہیں "صاحب" کو ٹپخ دیتا "جناب" کو لے آتا، اسی طرح زائد الفاظ جملے میں آجاتے ہیں، یا کبھی اردو کے غیر معروف لفظ کے مقابلے انگلش کا مشہور لفظ مستعمل ہوتا ہے، اس سلسلے میں کتاب کا تراشہ پڑھئے کہ "انگریزی کے بہت سے لفظ ہماری زبان میں شامل ہو چکے ہیں اور وہ زبان کا حصہ بن گئے ہیں، یہ ایسے لفظ ہیں جن کا بدل ہمارے پاس موجود نہیں، جیسے اسٹیشن، اسکول، میزائل، تھرمامیٹر، ایڈیٹر، آکسیجن، ہائڈروجن، ناول، فلم، اسپیکر، پینسل، ایٹم۔ غرض کہ ایسے بہت سے لفظ ہیں، اب یہ سب لفظ اردو کے اپنے لفظ ہیں، اگر کوئی شخص مثلاً لاؤڈ اسپیکر کی جگہ’’ آلۂ مکبر الصوت’’ استعمال کرے، یا جیسے تھرمامیٹر کی جگہ’’ مقیاس الحرارت’’ کہے، تو سمجھا جائے گا کہ یہ شخص زبان کو مشکل اور بوجھل بنانا چاہتا ہے، اس کو اچھا نہیں سمجھا جائے گا، اسی طرح جن لفظوں کے بدل ہمارے پاس پہلے سے موجود ہیں ان کی جگہ انگریزی لفظ لانا بے تکے پن کی بات ہے، اس سے گفتگو اور تحریر دونوں کا رنگ بگڑ جائے گا، نئے لکھنے والے چھوٹی سی بات کہنے کے لئے لفظوں کی بھیڑ لگا دیتے ہیں، اس سلسلے میں رشید احمد خان صاحب کا یہ اقتباس اہم ہے کہ "عبارت کی خرابی میں زائد لفظوں کا حصہ بھی کچھ کم نہیں ہوتا، زائد لفظوں سے مراد ہیں ایسے لفظ جن کو اگر نکال دیا جائے تو مفہوم پر اثر نہ پڑے اور عبارت پہلے سے بہتر ہو جائے، پنڈت ہری چند اختر اپنے زمانے کے مشہور شاعر اور ادیب تھے، انہوں نے ایک بار ایک نئے لکھنے والے سے کہا تھا:’’یہ تو بہتوں کو معلوم ہوتا ہے کہ کیا لکھنا ہے؛ لیکن یہ بات کم لوگوں کو معلوم ہوتی ہے کہ کیا نہیں لکھنا ہے‘‘

اچھی عبارت وہ ہے، جس میں لفظی کفایت شعاری سے کام لیا گیا ہو، زائد لفظ نہ ہوں، غیر ضروری طور پر لفظوں کی تکرار نہ ہو اور ممکن حد تک ایسے لفظ نہ ہوں جنہیں عربی، فارسی کے بھاری بھرکم لفظ کہا جا سکے نیز غیر ضروری انگریزی لفظوں کے بیجوڑ پیوند نہ لگائے گئے ہوں۔

مختصر طور پر یہ کہ سکتے ہیں کہ بے عیب تحریر وہ ہے جس میں روزمرہ اور محاورے کی غلطی نہ ہو، قواعد کی غلطی نہ ہو اور املا کی بھی غلطی نہ ہو، ٹھیک ہے کہ بے عیب عبارت لکھنا اچھی بات ہے؛ لیکن یہی سب کچھ نہیں ہے، اچھی عبارت وہ ہے جو بے عیب بھی ہو اور اس میں بیان کا حسن بھی ہو، ایک ہی بات کو کئی طرح کہا جا سکتا ہے، ذہین طالب علم اس بات کو جلد سمجھ لیتے ہیں، وہ کوشش کرتے ہیں کہ اچھے سے اچھے انداز بیان کو اپنائیں، اس طرف توجہ کرنے سے اور مشق سے اچھی نثر لکھنے کا سلیقہ آتا ہے، مولانا حالی کا یہ مصرع ہمیشہ نظر کے سامنے رہنا چاہیے:

ہے جستجو کہ خوب سے خوب تر کہاں

اچھی نثر لکھنے کا کوئی مقررہ قاعدہ نہیں، سوچنے سمجھنے سے یہ بات اپنے آپ ذہن پر روشن ہونے لگتی ہے، کبھی ایسا کیجیئے کہ ایک ہی جملے کو دو تین طرح لکھ کر دیکھیے، ایک دو بار لفظوں کی ترتیب بدل دیجیئے، ایک دو لفظوں کو نکال دیجیے یا ایک دو لفظوں کو بدل کر دیکھیے، آپ کو محسوس ہونے لگے گا کہ ایک ہی جملے کی ان کئی شکلوں میں سے کوئی ایک صورت ایسی بھی ہے جو دوسری صورتوں سے بہتر معلوم ہوتی ہے، جملے میں جو لفظ لائے جائیں، تو سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ مطلب کو اچھی طرح ادا کر رہے ہیں؟؟ ایسا تو نہیں کہ ایک یا دو لفظ بدل دیے جائیں، تو پہلے کے مقابلے میں مفہوم بہتر طور پر ادا ہو سکے گا، گویا اچھا جملہ لکھنے کے لیے مناسب لفظوں کو منتخب کیا جائے، جملے میں ان کی ترتیب بھی مناسب طور پر ہونا چاہیے، یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض دفعہ کسی جملے میں کسی ایک لفظ کو ادھر ادھر کر دینے سے بیان کا حسن بڑھ جاتا ہے اور کبھی مفہوم کو ادا کرنے کی بہتر صورت سامنے آجاتی ہے، یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے، کہ وہ جملہ جب زبان سے ادا ہوگا، تو اس میں روانی کتنی ہوگی، کوئی ایسا لفظ تو نہیں آگیا ہے جس کو ادا کرنے میں زبان رکنے لگے، اچھی نثر کی ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ اس میں روانی ہوتی ہے، رکاوٹ نہیں ہوتی، محض مثال کے طور پر اس جملے کو دیکھیے: "تم یہاں سے کل کیا چلے گئے کہ رونق کی چلی گئی "اس جملے کا مطلب تو روشن ہے؛ مگر بیان کا حسن نہیں آپایا، جملے کے پہلے ٹکڑے " کل کیا گئے کہ " کو زبان سے ادا کرتے وقت روانی کی سانس ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، اس کے علاوہ اس جملے میں جتنے بھی الفاظ آئے ہیں، ان سب کی بھی ضرورت نہیں تھی، ان میں سے ایک دو لفظوں کو کم کیا جا سکتا ہے، مثلاً اس طرح " گھر کی رونق تمہارے ساتھ ہی چلی گئی تھی " مطلب پورا کا پورا ادا ہو گیا اور اب اچھی طرح ادا ہوا کہ بیان کا حسن بھی شامل ہو گیا، ہاں! اس جملے کو یوں بھی لکھا جا سکتا تھا: " گھر کی رونق تو تمہارے ساتھ ہی چلی گئی تھی " مگر یہ بہتر صورت نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ "تو تمہارے "میں "ت "کے دو بار ایک ساتھ تلفظ میں آنے سے روانی کم ہو جاتی ہے، اس جملے کو ایک بار پڑھ کر دیکھئے، آپ خود محسوس کریں گے کہ "تو تمہارے " کو ادا کرتے وقت زبان میں لکنت سی آجاتی ہے، یہ خوبی نہیں، خامی ہے۔" کل کیا گئے کہ "میں بھی یہی خامی تھی۔

رشید حسن خان صاحب کو خدائے تدوین بھی کہا جاتا ہے، آپ ماہر لسانیات اور زبردست محقق ونقاد تھے، آپ کی اسی سلسلے میں اور کئی کتابیں جیسے "اردو املا" "ادبی تحقیق ۔مسائل وتجزیہ" "اردو کیسے لکھیں" "املائے غالب "وغیرہ پڑھنے کے لائق ہیں۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۶۱/۲۰۹۲/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ آزادنگر، ڈھاکہ، ضلع مشرقی چمپارن)

نورالنساء بنت جُمنا میاں، مقام پرابازید، ڈاکخانہ وبلاک ڈھاکہ ضلع مشرقی چمپارن۔فریق اول

بنام

دلشاد ولد بودھن میاں، مقام خیروادرگاہ، ڈاکخانہ بیلا، چھورادانو ضلع مشرقی چمپارن۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف عرصہ دوسال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ آزادنگر، ڈھاکہ، ضلع مشرقی چمپارن میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، اسلئے اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۰/ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۰/جون ۲۰۲۳ء روز سنیچر کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۲۹/۱۷۱/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دین بندھی، ضلع سوپول)

جمشیدہ خاتون بنت محمد ظہیرالدین، مقام موہن پور، وارڈ نمبر۲، بلبھدرپور، ضلع سوپول۔فریق اول

بنام

محمد ارشاد بن عبدالحمید، جودھ گنج، کوشی گاؤں پالیکا نمبر۴، بھنٹا باڑی ضلع سنسری (نیپال)۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ دینیہ دین بندھی، ضلع سوپول میں تقریباً ۹/سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷/ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۷/جون ۲۰۲۳ء روز ہفتہ کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۳۳/۲۵۰۵۴/۱۴۴۴ھ

نکہت پروین بنت محمد فخرالدین، باڑھ حسین گنج، ڈاکخانہ باڑھ ضلع پٹنہ (بہار)۔فریق اول

بنام

محمد سراج ولد اختر عالم، مقام ۳/نمبر انجمن روڈ، ڈاکخانہ لین ٹین ضلع کولکاتہ-۱۴۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تمام حقوق سے محروم ہونے اور غائب ولا پتہ ہونے کی وجہ سے مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴/ذی قعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۴/جون ۲۰۲۳ء روز اتوار کو بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

کرناٹک میں کانگریس پارٹی کے 9 مسلم امیدوار منتخب

ایک طرف جہاں بی جے پی ملک میں مسلمانوں کی نمائندگی کی سخت مذمت کرتی ہے اور مسلسل اس کوشش میں رہتی ہے کہ ہر سطح پر انہیں تیسرے درجہ کا شہری بنایا جائے۔ وہیں اس کے ہزار جتن کے باوجود مسلمان ہر میدان میں اپنی نمایاں کارکردگی کا ثبوت پیش کرر ہے ہیں۔ 2023-2028 کی میعاد میں، کرناٹک میں کانگریس پارٹی کے نو مسلم امیدوار منتخب ہوئے ہیں، جو پچھلی میعاد سے تھوڑی بہتر ہے۔ اس سے اسمبلی میں مسلمانوں کی نمائندگی 4% ہوگئی ہے، جب کہ مسلمان ریاست کی آبادی کا 13% سے زیادہ ہیں۔ جے ڈی (ایس) نے 23 مسلم امیدوار کھڑے کیے، لیکن کوئی بھی جیت حاصل نہیں کرسکا۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ کرناٹک کے مسلمانوں نے متحد ہوکر صرف کانگریس کے حق میں ووٹ دیئے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ بھی سب کے سامنے ہے۔ 2008 میں اسمبلی میں نو مسلم ممبران تھے، اور 2013 تک، یہ تعداد بڑھ کر 11 ہوگئی، جن میں نو کانگریس اور دو جنتا دل (سیکولر) کے تھے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ جے ڈی (ایس) نے اے آئی ایم آئی ایم کے ساتھ اتحاد کرنے کے خیال کو مسترد کردیا۔ حالیہ انتخابات میں، اے آئی ایم آئی ایم نے دو سیٹوں پر مقابلہ کیا لیکن اسے کل پولنگ ووٹوں کا صرف 0.02 فیصد ہی ملا۔ کم از کم 19 سیٹوں پر مسلمانوں کی تعداد 30 فیصد سے زیادہ ہے۔ حالیہ انتخابات میں، درج ذیل مسلم امیدوار فاتح کے طور پر سامنے آئے: (1) آصف (راجو) سیت نے شمالی بیلگام سے بی جے پی کے روی بی پاٹل کو 4231 ووٹوں سے شکست دی۔ (2) شمالی گلبرگہ سے کنیز فاطمہ نے بی جے پی کے چندرکانت بی پاٹل کو 2712 ووٹوں سے شکست دی۔ (3) بیدر سے، رحیم خان نے جے ڈی (ایس) کے سوریہ کانت ناگا مرپلی کو 10780 ووٹوں سے شکست دی۔ (4) شیواجی نگر سے رضوان ارشد نے بی جے پی کے این چندرا کو 23194 ووٹوں سے شکست دی۔ (5) شانتی نگر سے، این اے حارث نے بی جے پی کے شیوکمار کو 7125 ووٹوں سے شکست دی۔ (6) چامراج پیٹ سے بی زیڈ جمیر احمد خان نے بی جے پی کے بھاسکر راؤ کو 53953 ووٹوں سے شکست دی۔ (7) رام نگرم سے ایچ اے اقبال حسین نے جے ڈی (ایس) کے نکھل کمارسوامی کو 10715 ووٹوں سے شکست دی۔ (8) منگلورو UT سے قادر فرید نے بی جے پی کے ستیش کمپالا کو 22790 ووٹوں سے شکست دی۔ (9) نرسمہاراجہ سے تنویر سیتھ نے بی جے پی کے ایس ستیش سندیش سوامی کو 31120 ووٹوں سے شکست دی۔ اسمبلی میں سب سے زیادہ مسلمانوں کی شرکت 1978 میں 16 ایم ایل اے تھی، جب کہ سب سے کم 1983 میں رام کرشن ہیگڑے کی وزارت اعلیٰ کے دوران دو مسلمانوں کی نمائندگی تھی (ایجنسی)

اڈانی ہنڈن برگ کیس میں سیبی کو تین ماہ کی مہلت: سپریم کورٹ

ہنڈن برگ رپورٹ معاملہ کی تحقیقات کرنے سے متعلق عرضی اور سیبی (سکیورٹیز اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا) کے ذریعہ رپورٹ پیش کرنے کے لئے وقت کی حد میں توسیع کی درخواست پر سپریم کورٹ میں سماعت کی گئی، دریں اثنا، سپریم کورٹ نے سیبی کو مزید تین ماہ کی مہلت دے دی۔ سپریم کورٹ کی ہدایت کے مطابق سیبی کو 14 اگست تک تحقیقات مکمل کر کے عدالت کو اپنی رپورٹ پیش کرنی ہوگی۔ خیال رہے کہ اڈانی گروپ کی تحقیقات کا مطالبہ اس سال کے شروع میں امریکہ میں مقیم شارٹ سیلر فرم ہنڈن برگ ریسرچ کی رپورٹ کے بعد کیا گیا۔ اس رپورٹ میں ارب پتی گوتم اڈانی کی قیادت والے گروپ پر ٹیکس کی پناہ گاہ والے (ٹیکس ہیون) ممالک کے استعمال اور حصص کی قیمتوں میں ہیرا پھیری کا الزام لگایا گیا تھا۔ تاہم، اڈانی گروپ نے ان الزامات کو یکسر مسترد کر دیا تھا۔ بعدازاں اس معاملہ کو سپریم کورٹ میں پہنچا دیا گیا۔ جس کے بعد عدالت نے 2 مارچ کو سیبی کو معاملے کی تحقیقات کرنے اور دو ماہ کے اندر رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا۔ تاہم سیبی نے اپنی نئی درخواست میں عدالت سے تحقیقات مکمل کرنے کے لیے 6 ماہ کا وقت مانگا تھا۔

ڈر کا ماحول مت بنائیں: سپریم کورٹ نے ای ڈی کو دی ہدایت

چھتیس گڑھ حکومت نے سپریم کورٹ میں ایک عرضی دائر کرتے ہوئے الزام لگایا ہے کہ انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ (ای ڈی) ریاست کے ایکسائز حکام کے ساتھ مل کر ریاست کے وزیر اعلی بھوپیش بگھیل کو منی لانڈرنگ کیس میں پھنسانے کی کوشش کررہا ہے، اس معاملے کی سماعت کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے ای ڈی کو ہدایت دی کہ وہ ڈر کا ماحول نہ بنائیں، سپریم کورٹ میں چھتیس گڑھ حکومت کی طرف سے پیش ہونے والے سینئر وکیل کپل سبل نے دلیل دی کہ ریاست کے محکمہ آبکاری سے وابستہ کئی افسران نے شکایت کی ہے کہ ای ڈی انہیں اور ان کے اہل خانہ کو گرفتار کرنے اور خود وزیر اعلیٰ کو کیس میں ملوث کرنے کی دھمکی دے رہی ہے، جس کی وجہ سے افسر محکمہ ایکسائز میں کام کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

سپریم کورٹ کا منی پور کی سنگل بنچ کے حکم پر روک لگانے سے انکار

منی پور تشدد معاملے میں سپریم کورٹ میں چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ، جسٹس پی ایس نرسمہا اور جسٹس جے بی پاردی والا کی بنچ نے سماعت کی، سپریم کورٹ نے منی پور کی سنگل بنچ کے حکم پر روک لگانے سے انکار کردیا، سپریم کورٹ نے کہا کہ ہم سیاست اور پالیسی کے میدان میں نہیں جائیں گے، یہ آئینی عدالت ہے، ہم صرف ریلیف فراہم کرنے کے لیے موجود ہیں، سپریم کورٹ نے درخواست گزار سے کہا کہ وہ ہائی کورٹ کے ڈبل بنچ کے سامنے اپنا موقف پیش کریں، سپریم کورٹ نے منی پور حکومت سے تازہ اسٹیٹس رپورٹ داخل کرنے کو کہا، جس پر تعطیلات کے بعد سماعت ہوگی، سپریم کورٹ منی پور ہائی کورٹ کی جانب سے مائیتا برادری کو قبیلے میں شامل کرنے سے متعلق منی پور میں تشدد کے معاملے کی سماعت کررہی تھی، منی پور حکومت نے سپریم کورٹ کو بتایا کہ اس نے ہائی کورٹ کے حکم کو نافذ کرنے کے لیے ایک سال کا وقت دیا ہے، گزشتہ سماعت میں سپریم کورٹ نے مرکز اور ریاستی حکومت کو اس تشدد پر اسٹیٹس رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا تھا، سی جے آئی نے کہا تھا کہ ریزرویشن دینے سے متعلق کوئی فیصلہ عدالت یا ریاستی حکومت نہیں لے سکتی، یہ اپیل یہاں بے اثر ہوگی؛ کیونکہ اس کا اختیار عدالت کے پاس نہیں، صدر کے پاس ہے۔ آپ اس مطالبے کو مناسب فورم پر لے جائیں، فی الحال ہمارا مقصد ریاست میں امن بحال کرنا ہے، ہمیں جانی نقصان پر تشویش ہے۔

دہلی کے شاستری پارک میں بلند مسجد کے پاس زبردست آتشزدگی

مشرقی دہلی کے شاستری پارک علاقے میں زبردست آتشزدگی کی خبر سامنے آرہی ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق آگ لگنے کا واقعہ بلند مسجد کے پاس پیش آیا ہے اور اس آگ کی زد میں آکر کئی جھونپڑیاں خاکستر ہوگئی ہیں، آگ بہت شدید تھی جس کو بجھانے کے لیے جائے حادثہ پر فائر بریگیڈ کی 10 گاڑیاں پہنچیں اور کسی طرح آگ پر قابو پایا۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق فی الحال کسی جانی نقصان کی اطلاع نہیں ہے؛ لیکن بڑے پیمانے پر مالی نقصان کا اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے، پولیس نے موقع پر پہنچ کر احتیاطاً پورے علاقے کو خالی کرالیا ہے اور آگ کی شدت میں کمی لانے کی کوشش جاری ہے، دہلی فائر بریگیڈ سروس کے افسران کا کہنا ہے کہ بدھ کے روز شاستری پارک علاقہ میں ایک جھگی میں آگ لگی تھی جو دھیرے دھیرے قریبی جھگیوں میں بھی پہنچ گئی، ابتدائی رپورٹ میں بتایا جارہا ہے کہ آگ ایک گیس سلنڈر میں دھماکہ کے بعد لگی جو تیزی کے ساتھ پھیلتی ہی چلی گئی۔

طب وصحت

لذتوں کی بہار آم آنے کو ہے

پھولوں میں گلاب کا پھول بادشاہ ہوتا ہے اسی طرح آموں کو تمام پھلوں پر برتری حاصل ہے۔ اس کی موہنی خوشبو، منفرد ذائقہ اور مٹھاس سے رنگت تک کیا چیز ہے جو بے مثال نہیں ہوتی اور تو اور جس روز کوئل کی پہلی کوک سنائی دے اُسی دن سے آموں کی آمد کا انتظار شروع ہو جاتا ہے۔ کیریوں کا اچار مختلف ذائقوں کے ساتھ گرمیوں کی دوپہر اور رات کے کھانوں میں پسند کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ کیری قیمہ، کیری کا دو پیازہ، گڑانبہ، میٹھی چٹنی اور پنا غرضیکہ اس موسم میں کیری اور آم کے کئی ذائقے دل موہ لیتے ہیں۔ آپ بیسنی پراٹھے بنائیے یا آلو اور قیمے یا پھر دال بھرے، نمکین لسی اور کیری کا اچار دسترخوان کی شان بڑھا دیتا ہے۔ جس کسی کی بھوک ان دنوں روٹھی ہوئی ہو قدرت اپنی غذاؤں کے خزانے سے اس کا فطری انداز میں علاج معالجہ کردیتی ہے۔

غالب نے کیا خوب کہا تھا: آم میٹھے ہوں اور بہت سارے ہوں آم چوس کر کھانے کا لطف ہی کچھ اور ہے شیریں آم چونسا ہو یا سرولی ان کی خوشبو ہی متوالا کردیتی ہے۔ گرم موسم میں پیاس زیادہ لگتی ہے تشنگی باقی رہتی ہے ایسے میں کیری کا شربت گرمی کے اثرات کا توڑ ہے۔ اس موسم میں مہمانوں کی خاطر تواضع مینگو شیک، آموں کی لسی، شربت اسکواش، آئسکریم وغیرہ سے کی جاتی ہے۔

ان دنوں بچوں کے اسکولوں میں چھٹیاں ہیں لوڈ شیڈنگ اور سخت گرمی نے بڑوں کو بھی نڈھال کررکھا ہے ایسے موسم میں بھوک نہیں لگتی بچے صرف آم ہی کھالیں۔ گودا نکال کے بالائی یا کریم ملا کر کھلایا جائے تو بچے شوق سے کھالیتے ہیں۔ آم قدرت کا عطا کردہ ایسا منفرد اور باکمال پھل ہے جس میں لذت کے ساتھ ساتھ دوا اور شفا بھی موجود ہے۔ وٹامنز کے ساتھ ساتھ فائبر اور نشاستہ نظام ہاضمہ کو درست رکھتا ہے اور یہ قبض کشا بھی ہے۔

دبلے پتلے بچوں کے لئے قدرت کا ٹانک ہے۔ ذیابیطس کے مریض ڈاکٹر کے مشورے سے آم کھائیں۔ نوجوان لڑکیوں کو خون کی کمی کی شکایت ہو تو ان کے زرد چہرے اس کمزوری کو چغلی کھا لیتے ہیں اگر وہ بازاری اسنیکس ترک کر کے آم کھانے کی عادت ڈال لیں تو نیا خون بنتا ہے چہرے کی رنگت نکھر جاتی ہے۔ ماہانہ نظام بھی متوازن ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے کہ یہ موسم رخصت ہو آپ کچی کیریوں کی قاشیں لمبائی میں کاٹ کر انہیں سکھالیں تاکہ وہ امچور (آم کی کھٹائی) بن جائے پھر مزے سے کافی وقت تک اسے کریلوں، دالوں اور دیگر سبزیوں کے پکوانوں میں استعمال کرسکتے ہیں۔

خاص کر وہ منظر دیدنی ہوتا ہے جب آم کے درخت میں پھول آتے ہیں۔ ان دنوں آموں کے باغ جشن بہاراں کا سماں پیش کرتے ہیں۔ ہر طرف خوشی کے گیت گائے جاتے ہیں چونکہ یہ موسم برسات میں آتے ہیں تو اس وقت آم کے درختوں پر بچے جھولے ڈالتے ہیں اور خوشیوں کے گیت گائے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ موسم خوشگوار اور مسحور کن ہو جاتا ہے۔ کمال امروہی کے مشہور گیت ''موسم ہے عاشقانہ'' میں ایک مصرعہ ہے ''موسم ہے آمیانہ'' کہا جاتا ہے یہ لفظ ''آمیانہ'' آم کے موسم کی نوید دیتا ہے یہ ''ع'' والا عامیانہ نہیں۔

اسی طرح شہنشاہ غزل غالب کی شاعری کا محور بھی آم رہا ہے فرماتے ہیں

مجھ سے پوچھو تمہیں خبر کیا ہے
آم کے آگے نیشکر کیا ہے

غرضیکہ موسم گرما کی برسات میں آنے والا یہ پھل اپنی مثال آپ ہے۔

Volume:63/73,Issue:19 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

To

شعبدہ گر بھی پہنتے ہیں خطیبوں کا لباس
بولتا جہل ہے بدنام خرد ہوتی ہے (مظفروارثی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

جنوبی ہند میں نفرت کی دُکان بند!

ڈاکٹر یامین انصاری

کرناٹک کے انتخابی نتائج نے پورے ملک کوکئی پیغام دیا۔ یہ پیغام سیاستدانوں اور سیاسی جماعتوں کے لئے بھی ہے اور اس جماعت کے لئے بھی جو اقتدار سے بے دخل ہوئی ہے اور اس جماعت کے لئے بھی جو فتحیاب ہوئی ہے۔ کرناٹک اسمبلی انتخابات پر پورے ملک کی نظریں مرکوز تھیں۔ یوں بھی 2024ء کے پارلیمانی انتخابات سے پہلے کرناٹک کے انتخابات کی اہمیت بڑھ گئی تھی۔ اگر چہ آئندہ عام انتخابات سے پہلے کئی دیگر ریاستوں کے اسمبلی انتخابات بھی ہوں گے، مگر یہ نتیجے صرف کرناٹک ہی نہیں، پورے ملک کی سیاست پر اثر انداز ہونے والے ہیں۔ سب سے پہلے اس کا اثر راجستھان، مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ اور پھر تلنگانہ جیسی ریاستوں کے اسمبلی انتخابات پر ہوگا۔ ان ریاستوں میں اسی سال انتخابات ہونے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سبھی سیاسی جماعتوں نے کرناٹک میں اپنی پوری طاقت جھونک دی۔ ایک طرف کانگریس نے روایت سے ہٹ کر بہت ہی جارحانہ انداز میں اپنی انتخابی مہم چلائی۔ یہاں تک کہ ہندوتوا کے محاذ پر بھی اس نے بی جے پی کا زبردست مقابلہ کیا، جب کانگریس نے اپنے انتخابی منشور میں بجرنگ دل جیسی شدت پسند تنظیم پر پابندی عائد کرنے کا وعدہ کیا۔ ایک ایسے دور میں جب بی جے پی کے پاس انتخاب جیتنے کا ہندوتوا اور مذہب ہی ایک سہارا ہو۔ پھر بھی کانگریس نے بجرنگ دل پر پابندی کا وعدہ کر کے کرناٹک کے ساتھ ملک کے عوام کو بھی ایک پیغام دے دیا۔ وہیں دوسری جانب بی جے پی نے پورا الیکشن نریندر مودی کے سہارے لڑا۔ انھوں نے بھی اپنے منصب کے وقار کا خیال نہ رکھتے ہوئے ہر وہ حربہ اپنایا جس کے لئے مودی اور بی جے پی مشہور ہیں۔ وہیں مذہبی نعرے، وہی عوام کے جذبات سے کھیلنا اور بنیادی مسائل سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کا سلسلہ کرناٹک میں بھی جاری رہا۔ کرناٹک کے عوام چاہتے تھے کہ مہنگائی، بے روزگاری اور بدعنوانی پر بات ہو، مگر بی جے پی نے صرف ہندو مسلمان، حجاب، بیف پر پابندی، حلال فوڈ، بجرنگ بلی، یکساں سول کوڈ، مبینہ لو جہاد، پروپیگنڈہ پر بنی فلم 'دی کیرالہ اسٹوری' تک کو پولرائزنگ کے لئے خوب استعمال کیا۔ مودی اور امت شاہ کی جوڑی نے بجرنگ دل جیسی فرقہ پرست تنظیم کو بجرنگ بلی یعنی ہنومان جی سے جوڑنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ایک شدت پسند اور متنازعہ تنظیم کو ہنومان کے مترادف قرار دینے پر الیکشن کمیشن میں شکایت بھی کی گئی۔ لیکن کمیشن نے اس کے لئے نہ تو بی جے پی لیڈروں کے خلاف کوئی کارروائی کی اور نہ ہی انہیں مذکورہ مہم سے روکا۔ صرف آخری دن ہنومان چالیسہ پڑھنے کی اپیل پر روک لگا کر خانہ پری کر دی گئی۔ کرناٹک کے علاوہ بی جے پی ہندوستان کی دیگر ریاستوں تلنگانہ، آندھرا پردیش، تمل ناڈو اور کیرالہ میں طویل عرصہ سے ہاتھ پیر مار رہی ہے، مگر ابھی تک اسے کامیابی نہیں ملی ہے۔ پچھلی مرتبہ خرید وفروخت کر کے کرناٹک میں حکومت بنالی تھی۔ اس مرتبہ ریاست کے عوام نے اس کا جواب بھی کانگریس کی شاندار جیت کی شکل میں دے دیا ہے۔ اس طرح جنوبی ہندوستان میں 'نفرت کی دکان' بند ہوگئی۔

کرناٹک کے اسمبلی انتخاب کانگریس کے نقطۂ نظر سے بہت اہم مانے جارہے تھے، کرناٹک کا اقتدار کانگریس کو اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری تھا، اس وقت ملک کی سطح پر دیکھیں تو مجموعی طور پر کانگریس کی صورت حال انتہائی قابل رحم ہے، یقیناً کرناٹک سے ملنے والی طاقت کانگریس میں ایک نئی جان پھونک دے گی، کانگریس کے لئے گزشتہ ایک دہائی کے دوران شاید یہ پہلا انتخاب ہوگا جو اس نے پورے جوش وخروش، منصوبہ بندی اور دانشمندی کے ساتھ لڑا، کانگریس نے اپنی پوری انتخابی مہم میں ریاست کے بنیادی مسائل کو ہی پیش نظر رکھا، پہلی بار ایسا محسوس ہوا کہ کانگریس اقتدار مخالف لہر کا فائدہ اٹھانے اور الیکشن جیتنے کے لئے ہی میدان میں اتری ہے، پارٹی لیڈران نے رائے دہنگان کو اعتماد میں لینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، صدر ملکارجن کھڑگے، راہل گاندھی، پرینکا گاندھی، سدارمیا اور ڈی کے شیوکمار ایک جنگجو کی طرح میدان میں ڈٹے رہے۔ سونیا گاندھی نے بھی ان کی حوصلہ افزائی کی۔ ویسے انتخابی سیاست میں کانگریس کے لئے پچھلی دہائی بہت مایوس کن رہی ہے۔ اس دوران کانگریس کو پے در پے شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

2014ء اور 2019ء کے پارلیمانی انتخابات میں کانگریس کی کارکردگی بہت خراب رہی۔ اس کے ساتھ ہی ہماچل اور راجستھان کو چھوڑ کر کئی ریاستوں میں اسے اقتدار سے ہاتھ دھونا پڑا۔ 2014ء کے لوک سبھا انتخابات میں کانگریس نے اب تک کی سب سے خراب کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اسے صرف 44 سیٹیں مل سکیں۔ کانگریس کا ووٹ شیئر بھی پہلی بار 20 فیصد سے نیچے آگیا۔ کانگریس اتنی سیٹیں بھی حاصل نہیں کر سکی کہ وہ لوک سبھا میں اپوزیشن پارٹی کا درجہ حاصل کر سکے۔ 2019ء میں بھی کانگریس کی کارکردگی میں کوئی بہتری نہیں آئی اور اسے صرف 52 سیٹوں پر اکتفا کرنا پڑا۔ اسے اپنا ووٹ شیئر بڑھانے میں بھی کامیابی نہیں ملی۔ ان 10 برسوں میں ایک ایک کر کے کئی ریاستوں میں کانگریس کے ہاتھ سے اقتدار چلا گیا۔ اب صرف ہماچل پردیش، چھتیس گڑھ اور راجستھان میں کانگریس کی حکومت ہے۔ اس میں بھی اسی سال چھیس گڑھ اور راجستھان میں انتخابات ہونے والے ہیں، جہاں پارٹی کو داخلی انتشار کا بھی سامنا ہے۔ مسلسل شکستوں کی وجہ سے کانگریس کے کارکنوں اور حامیوں میں بھی مایوسی کا ماحول تھا۔ ایسے میں کرناٹک کے نتیجے کانگریس کا مستقبل طے کرنے والے ہیں۔ کیونکہ کانگریس کی خستہ حالی کے سبب آہستہ آہستہ باقی اپوزیشن پارٹیاں پہلے کی طرح کھل کر کانگریس پر اپنے اعتماد کا اظہار نہیں کر پا رہی ہیں۔ 2024ء کے پارلیمانی انتخابات میں کانگریس کو اپوزیشن کی قیادت سونپنے سے بھی کترا رہی ہیں۔ اپوزیشن جماعتوں، خاص طور پر علاقائی لیڈران محسوس کرتے ہیں کہ کانگریس سے ہاتھ ملانے سے کہیں نہ کہیں ان کا نقصان ہوگا۔ ظاہر ہے اب کرناٹک کے نتائج کے بعد اس صورت حال میں یقیناً بڑی تبدیلی آئے گی۔

کرناٹک کے انتخابی نتائج نے بی جے پی کو بھی واضح پیغام دے دیا ہے۔ مودی، امت شاہ، نڈا اور پارٹی کے دیگر لیڈران کو اب سمجھ لینا چاہیے کہ ہندوتوا کا سکہ ہر جگہ اور ہر وقت نہیں چلتا۔ ہمیں یاد ہے کہ کرناٹک میں ہندوتوا طاقتوں کے ذریعہ بہت پہلے سے ایسا ماحول بنایا جارہا تھا کہ یہ انتخاب ہندو مسلم کی بنیاد پر ہی لڑا جائے گا۔ کبھی حجاب اور حلال کا مسئلہ کھڑا کیا گیا، کبھی مسلم تاجروں اور دُکانداروں کے بائیکاٹ کی مہم چلائی گئی، کبھی ٹیپو سلطان کی شہادت پر سوال اٹھایا گیا اور تاریخی حقائق کو جھٹلاتے ہوئے کہا گیا کہ ٹیپو سلطان انگریزوں سے لڑتے ہوئے شہید نہیں ہوئے، بلکہ انہیں کرناٹک کی مشہور برادری 'ودکالیگا' کے دو جوانوں نے شہید کیا تھا۔ حالانکہ تاریخ دانوں نے اس دعوے کو غلط قرار دیا، مگر بی جے پی لیڈران کو لگتا تھا کہ وہ اس طرح ودکالیگا طبقے کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ بجرنگ بلی سے بجرنگ دل کو جوڑنے کی کوشش کو بھی عوام نے مسترد کر دیا۔ عوام کو سمجھ میں آگیا کہ بی جے پی کو فرقہ واریت کے علاوہ بنیادی مسائل سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

کرناٹک کے نتیجوں سے ثابت ہوگیا ہے کہ 'نفرت کی دکان' شمالی ہند کے علاقوں میں تو چل سکتی ہے، مگر جنوبی ہند میں نہیں چلے گی۔ یعنی کانگریس نفرت کے بازار میں محبت کی دکان کھولنے میں کامیاب ہوگئی۔ بی جے پی اور اس کے لیڈران کو اب سوچنا ہوگا کہ نفرت کے بازار کو یونہی سجاتے رہیں گے یا پھر عوام کے بنیادی مسائل پر بھی بات کریں گے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان جیسے کثیر مذہبی ملک میں نفرت کے بازار کو لمبے عرصہ تک نہیں سجایا جا سکتا۔ ملک کے سمجھدار عوام کو بہت دنوں تک نفرت انگیزی، فرقہ پرستی، ذات پات اور غیر ضروری مسائل میں الجھا کر نہیں رکھا جا سکتا۔

☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس اَپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ **www.imaratshariah.com** پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (**محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب**)
WEEK ENDING-22/05/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے